ماہنامہ
لولاک
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ملتان

شمارہ: 2 ○ جلد: ۱۵

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

زیرسرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مُرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذیر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ・ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

تحریک ناموس رسالت کا تقاضہ	مولانا اللہ وسایا	3
مولانا مرغوب الرحمٰن کا انتقال	//	3
حافظ شاہد حنیف رام پوری کی شہادت	//	3

مقالات ومضامین

ہجرت نبوی ﷺ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	4
نورحراء کی روشنی میں دنیا کے پیچیدہ مسائل کا حل		7
اسلام ایک مظلوم دین	جناب ڈاکٹر زاہد الحق قریشی	14
شیعہ سنی اختلافات کے پس منظر میں کون؟	جناب عبداللہ علی الجمیل	18
سنی دنیا میں امام خامنہ ای کے فتوے کا پرجوش خیر مقدم	جناب سید منصور آغا، نیو دہلی	20
آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد	مولانا زاہد الراشدی	23
کل جماعتی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ..... احوال واثرات	مولانا قاری محمد حنیف جالندھری	26
آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ	مولانا اللہ وسایا	31

رد قادیانیت

مقام صحابہ کرامؓ اور مرزائیوں کی حرکتیں	جناب محمد رحمت اللہ	45

متفرقات

شیخ امین ملتانی کے خیالات وتوہمات		49
ایک سوال اور اس کا جواب	مولانا اللہ وسایا	52
تحریک ناموس رسالت کا سرکلر	صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر	54
ممبران صوبائی وقومی اسمبلی کی خدمت میں ضروری گذارش	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

تحریک ناموس رسالت کا تقاضہ!

رحمت دو عالمﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے حوالے سے اس وقت جو صورتحال سامنے آئی ہے۔وہ بہت تشویشناک ہے۔آسیہ ملعونہ کے کیس کو آڑ بنا کر تمام مغربی این جی اوز اوران کے ٹکڑوں پر چلنے والے تمام افراد سرگرم عمل ہیں کہ کسی طرح ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون ختم ہوجائے۔اس کے لئے شیریں رحمان کے بل پر ۱۲؍ارکان قومی اسمبلی نے دستخط کردیئے ہیں۔جو قومی اسمبلی میں جمع ہوچکا ہے۔ان حالات میں ’’تحریک ناموس رسالت‘‘ کا قیام عمل میں لاکر ملک بھر کی دینی قیادت نے محنت شروع کردی ہے۔قارئین وجماعتی رفقاء سے درخواست ہے کہ:

۱…… تحریک ناموس رسالت کی طرف سے جن پروگراموں کا اعلان ہوا ان کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

۲…… تمام دوست اپنے اپنے حلقہ کے ممبران قومی اسمبلی وسینٹ سے مل کر ان کو اپنے جذبات سے آگاہ کریں۔تاکہ وہ اس قانون میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی جرأت نہ کرسکیں۔

۳…… جہاں تحریک ناموس رسالت کا قیام عمل میں لایا جائے۔اس کی تنظیم میں بھرپور شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

اس وقت ہماری موت وحیات کا مسئلہ تحفظ ناموس رسالت کا ہے۔خدانہ کرے اگر اسے ختم کردیا جاتا ہے تو پھر پاکستان میں کسی بھی اسلامی قانون کو ختم کرنا ان کے لئے آسان ہوجائے گا۔امید ہے کہ ہر ساتھی اس نازک وحساس دینی مسئلہ کے لئے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھائے گا۔

مولانا مرغوب الرحمٰن کا انتقال!

برصغیر کی عظیم مذہبی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن ۸؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو اپنے آبائی علاقہ بجنور میں انتقال فرماگئے۔اناﷲ وانا الیہ راجعون! آپ بہت بڑے مذہبی سکالر اور فن حدیث کے نامور شیخ الحدیث تھے۔حق تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائیں اوران کے پسماندگان کے حامی وناصر ہوں۔

حافظ شاہد حنیف رام پوری کی شہادت!

ملک کے نامور نعت خواں جناب شاہد حنیف رام پوری کو گوجرانوالہ میں گولی مار کر شہید کردیا گیا۔حق تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ادارہ لولاک مرحوم کے پسماندگان کے دکھ میں برابر کا شریک ہے۔

ہجرت نبویﷺ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مکہ مکرمہ کی زمین جب اہل اسلام پر تنگ ہوگئی تو رحمت دو عالمﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ صحابہ کرامؓ ایک ایک کر کے مکہ مکرمہ کو الوداع کہتے رہے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں گنتی کے چند افراد باقی رہ گئے تو اہل مکہ نے دارالندوہ میں میٹنگ کی۔

چنانچہ عمائدین مکہ کا خفیہ اجلاس منعقد ہوا جس میں نجد کا ایک بوڑھا اور تجربہ کار شیطان بھی شامل اجلاس ہوا۔ خفیہ میٹنگ میں درج ذیل قبائل کے افراد شامل ہوئے۔

بنوعبدشمس میں سے شیبہ، عتبہ، فرزندان ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب۔ بنونوفل میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث بن عامر۔ بنوعبدالدار میں سے نضر بن حارث بن کلاہ۔ بنواسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام۔ بنومخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام۔ بنوسہم میں سے نبیہ، منبہ فرزندان حجاج۔ بنوجمح میں سے امیہ بن خلف۔

چنانچہ مذکورہ بالا افراد نے میٹنگ کی کہ حضورﷺ کو کیسے راستہ سے ہٹایا جائے۔ ایک رائے یہ سامنے آئی کہ حضورﷺ کو قید کر دیا جائے۔ شیخ نجد نے کہا کہ جب آپ کی قید کی خبر سامنے آئے گی تو آپؐ کے قبیلہ کے افراد اور مسلمان چھڑالیں گے۔ دوسری رائے یہ دی گئی کہ مکہ بدر کر دیا جائے۔ شیطان نجد نے کہا کہ محمد کی دلآ ویز گفتگو سے بہت سے افراد ان کے حامی ہو جائیں گے۔ وہ جہاں جائیں گے اپنی مضبوط جماعت بنالیں گے۔ بالآخر تیسرے نمبر پر ابوجہل کی تجویز پر سب نے اتفاق کیا۔ اور وہ یہ تھی کہ عرب کے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک جوان مرد کا انتخاب کیا جائے۔ جونہی حضورﷺ صبح کی نماز کے لئے گھر سے باہر نکلیں تو یکبارگی حملہ کر کے آپ کو نعوذ باللہ! ختم کر دیا جائے۔ تو بنوہاشم اور آپﷺ کے اصحاب تمام قبائل کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔

چنانچہ قرارداد کے مطابق مشرکین کے جوان مردوں نے آپﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ آپﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا بستر سپرد کیا اور فرمایا کہ اطمینان کے ساتھ آرام کرو۔ کوئی تمہارا بال بھی بیگانہ نہ کر سکے گا۔ حضور نبی کریمﷺ سورۃ یاسین کی تلاوت فرماتے ہوئے باہر نکلے۔ یہ واقعہ ۲۷ر صفر الخیر ۱۳ نبوت کا ہے۔

حضورﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ہاں

رحمت دو عالمﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھولا گیا۔ سامان سفر تیار کیا گیا۔ حضرت اسماءؓ نے اپنا کمر بند دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ستو کی تھیلی کا منہ بند کیا۔ اس لئے حضرت اسماءؓ کو ''ذوالنطاقین'' کہا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ سے چار یا پانچ میل کے فاصلہ پر غار ثور ہے۔ راستہ سنگلاخ اور نوکیلے پتھر ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے درخواست کی کہ حضورﷺ، ابوبکرؓ کے کندھے حاضر ہیں۔ چنانچہ حضرت

ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے تین میل کی چڑھائی چڑھی۔ جب غار ثور کے دھانے پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور غار کے تمام سوراخ بند کر دیئے۔ جب تمام سوراخ بند ہو گئے تو رحمت دو عالم ﷺ غار میں تشریف لے گئے۔

صبح ہوئی تو کفار کی آنکھیں کھلیں دیکھا کہ پلنگ پر حضرت علیؓ ہیں۔ پوچھا کہ محمد کہاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دروازے پر تو آپ لوگ تھے۔ کفار تلاش کرتے کرتے غار ثور کے دھانے پر پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ غمزدہ ہوئے اور عرض کی کہ دشمن بالکل قریب آ گئے ہیں۔ اگر نیچے دیکھ لیں تو ان کی نظر ہمارے اوپر پڑ جائے گی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''لا تحزن ان الله معنا'' گھبرائیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ رحمت دو عالم ﷺ تین روز غار میں رہے۔ یہی تین دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حاصل زندگی ہیں۔

چوتھے دن آپ ﷺ غار سے نکلے۔ حضرت ابوبکرؓ نے سفر کے لئے دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں۔ وہ منگوائی گئیں۔ عبداللہ ابن رقیط کو راہنمائی کے لئے اجرت پر مقرر کیا گیا جو آگے آگے راستہ بتاتا جاتا تھا۔ ایک رات دن برابر چلتے رہے۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب

قریش نے اعلان کیا کہ جو آدمی رحمت دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو گرفتار کرے گا۔ اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ انعام کے لالچ میں سراقہ نے تعاقب کیا۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے تو جواب نہیں میں تھا۔ لیکن انعام کے لالچ میں دوبارہ تعاقب شروع کیا۔ اب اس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک میں دھنس گئے۔ ترکش فال کے تیر دیکھے اور جواب نفی میں دیکھ کر اس کی ہمت پست ہو گئی۔ تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امن کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ نے اس کو امن کی تحریر لکھ دی۔ (الصحیح البخاری باب الہجرۃ)

روایات میں آتا ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ سراقہ تو میرا تعاقب کر رہا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ فارس کے کنگن ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں حضرت سراقہؓ مسلمان ہو گئے اور جب ایران فتح ہوا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے سراقہؓ کے ہاتھوں میں شہنشاہ ایران کے کنگن پہنا کر رحمت دو عالم ﷺ کی پیشین گوئی پوری کر دی۔

حضرت زبیر شام سے تجارت کر کے واپس آ رہے تھے تو انہوں نے رحمت دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو قیمتی کپڑے ہدیہ کئے جو مسافری میں کام آئے۔ آپ کی تشریف آوری کی اطلاع اہل مدینہ کو ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ پہلے قباء میں تشریف لائے اور قباء میں قیام فرمایا اور مسجد تعمیر کی۔ یہی مسجد ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے کہ:

''لمسجد اسس علیٰ التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیه (توبه:۱۰۸)'' ﴿وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں قیام کریں (یعنی عبادت کریں)﴾

اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ نے برابر کام کیا۔ حالانکہ فدایان رسول اللہ ﷺ درخواست کرتے کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ آرام فرمائیں۔ لیکن آپ ﷺ برابران کے ساتھ تعمیر میں شامل رہے۔ قباء میں آپ ﷺ کی تشریف آوری ۸رربیع الاوّل ۱۳ نبوت کو ہوئی۔ مطابق ۲۰ردسمبر۶۲۲ء۔ چودہ دن بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لے آئے۔ راستہ میں بنی سالم کے محلّہ میں نماز کا وقت ہوگیا۔ جمعہ کی نماز آپ ﷺ نے یہیں ادا فرمائی اور آپ ﷺ نے سب سے پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جمعہ فرض ہونے کے بعد یہ پہلا خطبہ تھا۔ قباء سے مدینہ تک انصار نے دورویہ ہوکر آپ کا استقبال کیا۔ راستے میں آپ ﷺ کا ننہالی قبیلہ ''بنونجار'' تھا۔ انہوں نے اپنے قبیلہ اور محلّہ میں قیام کی درخواست کی جس کے جواب میں آپ ﷺ نے ''دعوھا فانھا مامور'' فرمایا۔ یعنی میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔ جہاں یہ جا کر بیٹھے گی میں وہاں قیام کروں گا۔ صرف بنی نجار ہی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ میں انصار کے دوسرے قبیلے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ گھر، یہ مال، یہ جان سب حاضر ہیں۔ لیکن آپ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے ہوئے آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری پر مدینہ طیبہ میں جوش وخروش پیدا ہوگیا اور بچیاں یہ رجز پڑھنے لگیں:

''طلع البدر علینا من ثنات الوداع ...... وجب الشکر علینا مادعا للہ دعا'' وداع پہاڑی کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوگیا۔ ہم پر خداوند قدوس کا شکر لازم ہے۔ جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔ اور معصوم بچیاں دف بجا کر یہ پڑھتی تھیں: ''نحن جوار من بنی نجار ...... یا حبذا محمداً من جار'' ہم خاندان بنونجار کی بچیاں ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بہترین ہمسائے ہیں۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنے مکان کی بالائی منزل پیش کی۔ لیکن رحمت دوعالم ﷺ نے زائرین کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے نچلا حصہ پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوبؓ دووقت کا کھانا پکا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش فرماتے جو بچ جاتا وہ ابوایوب انصاریؓ اور ان کے بچے کھا لیتے اور اسے تبرک سمجھتے۔ ایک دن بالائی منزل پر پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا تو انہوں نے اپنی رضائی جو صرف ایک ہی تھی پانی پر ڈال دی۔ تاکہ پانی جذب ہوجائے اور آپ ﷺ کو پریشانی نہ ہو۔ آپ ﷺ سات ماہ تک حضرت ابوایوبؓ کے مہمان رہے۔ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے بعد جب حجرے تعمیر ہوگئے تو آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے ساتھ حجروں میں منتقل ہوگئے۔ مدینہ طیبہ میں تشریف لا کر آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ ابورافع کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ کے اہل عیال کو لے آئیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبداللہؓ کو لکھا کہ وہ اپنی والدہ اور بہنوں کو لے کر مدینہ طیبہ آجائیں۔ حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں حضرت رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے ساتھ حبشہ ہجرت کرگئی تھیں۔ حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر ابوالعاص امویؓ نے آنے دیا۔ حضرت زیدام المومنین حضرت سودہؓ اور بنات نبیؐ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ کو لے آئے۔ حضرت عائشہؓ اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ آگئیں اور یوں ہجرت نبویؐ کا مرحلہ مکمل ہوا۔

مضمون کے لئے سیرت النبیؐ جلد دوم علامہ شبلی نعمانیؒ اور رحمتہ اللعالمین مصنفہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ سے مدد لی گئی ہے۔

نور حراء کی روشنی میں دنیا کے پیچیدہ مسائل کا حل!

مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کی ایک تقریر کا ترجمہ

جو ربیع الاول ۱۳۷۰ھ میں سعودی ریڈیو اسٹیشن (جدہ) سے نشر ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

میں جبل نور پر چڑھا اور اس کے غار پر جو غار حراء کے نام سے مشہور ہے جا کھڑا ہوا۔ یہاں پہنچ کر میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہی جگہ ہے جہاں خداوند کریم نے حضرت محمد مصطفیﷺ کو پیغمبری کا شرف عطا فرمایا اور پہلی مرتبہ وحی نازل فرمائی۔ پس (یہ کہنا ہے کہ) یہیں سے وہ آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دنیا پر نور برسایا اور اسے ایک نئی زندگی بخشی۔ یہ عالم ہر دن ایک نئی صبح کو خوش آمدید کہتا ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر نہ اس صبح میں کوئی نیا پن ہوتا ہے نہ کوئی ندرت اور نہ ہر صبح سعادت۔ ان صبحوں کی آمد سے انسان تو جاگ جاتے ہیں۔ مگر انسانیت سوتی ہی رہتی ہے۔ جسم بیدار ہو جاتے ہیں مگر دلوں کی نیند میں ذرا فرق نہیں آتا اور روحوں کی بستی یونہی خواب غفلت میں پڑی رہتی ہے۔ کیا شمار ہے ایسے تاریک دنوں کا اور ایسی جھوٹی صبحوں کا۔ البتہ اس غار سے ایک سچی صبح نمودار ہوئی تھی۔ جس کے نور نے ہر چیز کو چمکایا اور اس کی آمد نے ہر شے کو جگایا اور اسی صبح سے تاریخ کا رخ مڑا اور زمانہ کا رنگ بدلا۔

اس صبح سے پہلے انسانی زندگی کا فطری بہاؤ کا ہوا تھا۔ اس کے ہر دروازہ پر بھاری بھاری قفل چڑھے ہوئے تھے اور وہ گویا چند مقفل دروازوں اور کچھ بند تالوں کا مجموعہ بنی ہوئی تھی۔ عقل پر قفل چڑھے ہوئے تھے۔ جن کے کھولنے سے حکماء اور فلاسفہ عاجز تھے۔ ضمیر انسانی مقفل تھا۔ جس کو آزادی دلانے سے واعظین اور مصلحین عاجز تھے۔ قلوب انسانی مقفل تھے۔ جن کے قفل توڑنے میں قدرت کی نشانیاں اور زمانہ کے عبرت انگیز حوادث ناکام ہو چکے تھے۔ صلاحیتیں مقفل تھیں۔ جن کو بروئے کار لانے سے تعلیم وتربیت کا نظام اور ماحول اور سوسائٹی کے اثرات قاصر تھے۔ درسگاہوں کا وجود لا حاصل تھا۔ جن کو کارآمد اور نتیجہ خیز بنانے میں اہل علم اور مدرسین بے بس تھے۔ عدالتیں اپنے فرائض کے حق میں مقفل تھیں۔ جن سے انصاف حاصل کرنے کے لئے مظلوموں اور محکوموں کی فریادیں بے اثر تھیں۔ خاندانی مسائل الجھے ہوئے تھے۔ جن کے سلجھانے سے مصلحین و مفکرین عاجز تھے۔ قصرہائے سلطنت مقفل تھے۔ جن میں راہ پانے سے محنت کش کسان پسے ہوئے مزدور اور مظلوم رعایا محروم تھی۔ دولت مندوں اور امیروں کے خزانے مقفل تھے۔ جن کے قفل کھولنے سے ناداروں کی بھوک ان کی عورتوں کی برہنگی اور ان کے دودھ پیتے بچوں کی گریہ وزاری عاجز تھی۔ بڑے بڑے اصلاحی عزائم کے ساتھ لوگ میدان میں آئے۔ بڑے بڑے قانون ساز کمربستہ ہوئے۔ لیکن ان بیشمار قفلوں میں سے کوئی ایک قفل بھی کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ ان تالوں کی اصل کنجی ان کے ہاتھ میں نہ تھی۔ وہ کنجی گم ہو چکی تھی اور تالا بغیر اپنی کنجی کے کبھی کھل نہیں سکتا۔ انہوں نے اپنی بنائی ہوئی کنجیوں سے کام لینا چاہا۔ لیکن وہ ان تالوں کو نہ لگیں اور ایک تالا بھی نہ کھول سکیں اور بعض

نے ان تالوں کو کھولنے کے بجائے توڑنے کی کوشش کی۔ مگر الٹے اس کوشش میں ان کے اوزار ٹوٹ گئے اور ہاتھ بھی زخمی ہوگئے۔

ایسے وقت میں متمدن دنیا سے الگ تھلگ ایک چھوٹے سے خشک پہاڑ کے اوپر اس گمنام اور ظاہری اعتبار سے بے حیثیت مقام (غار حراء) میں دنیا کا وہ عقدہ لاینحل حل ہوا جو نہ بڑی بڑی حکومتوں کی راجدھانیوں میں حل ہو سکا۔ نہ عظیم الشان درسگاہوں میں حل ہوسکا اور نہ علم وادب کے پرشکوہ ایوانوں میں حل ہوسکا۔ یہاں پروردگار عالم نے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی صورت میں عالم انسانیت پر ایک احسان عظیم کا دروازہ کھولا اور صدیوں کی گم شدہ کنجی پھر سے انسانیت کو مل گئی۔ یہ کنجی ہے ایمان……! اللہ پر، اس کے رسول پر اور یوم آخرت پر……اس کنجی سے آپؐ نے صدیوں کے ان بند قفلوں کو ایک ایک کر کے کھول ڈالا۔ جس کے نتیجے میں حیات انسانی کے ہر ہر شعبہ کے دروازے چوپٹ کھل گئے۔ آپؐ نے جب نبوت کی اس کنجی کو عقل کے قفل پر رکھا تو اس کی ساری گرہیں کھل گئیں۔ اس کی سلوٹیں اور اس کے پیچ وخم دور ہوگئے۔ اسے نشاط فکر حاصل ہوگیا اور وہ اس قابل ہوگئی کہ نفس وآفاق میں پھیلی ہوئی خدا کی نشانیوں سے نفع اندوز ہوسکے۔ اس کائنات میں غور کر کے اس کے خالق کو پاسکے۔ کثرت کے پردوں کو چیر کر وحدت کا جلوہ دیکھ سکے اور شرک وبت پرستی اور اوہام وخرافات کی لغویت کو محسوس کر سکے۔ حالانکہ اس سے پیشتر یہ عقل ان باتوں میں دخل دینے کی مجاز نہ تھی اور صدیوں سے اپنے منصب سے معزول تھی۔ اسی کنجی سے آپ نے انسان کے ضمیر کا قفل کھولا، سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھا اور اس کے مردہ شعور واحساس میں حرکت اور زندگی پیدا ہوئی۔ ضمیر کی روک تھام سے آزاد ہوکر نفس انسانی جو صدیوں سے نفس امارہ بنا ہوا تھا۔ اب وہی نفس، نفس لوامہ میں تبدیل ہوا اور نفس لوامہ دیکھتے ہی دیکھتے نفس مطمئنہ بن گیا۔ جس کے بعد اس میں کسی باطل کے گھسنے کی گنجائش نہ رہی اور گناہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہوگیا۔ اس حد تک کہ گنہگار، رسول خدا ﷺ کے سامنے جا کر ازخود اپنے گناہ کا اظہار واقرار کر کے اپنے لئے سخت ترین سزا کی درخواست کرتا ہے۔ ایک گنہگار عورت اپنے لئے سنگساری کی سزا کی درخواست کرتی ہے۔ حضور ﷺ عذر شرعی کی وجہ سے سزا کو کچھ دن کے لئے مؤخر فرماتے ہیں۔ وہ اپنے دیہات کو واپس چلی جاتی ہے۔ نہ اس کی نگرانی کے لئے سی۔آئی۔ڈی متعین ہے نہ مجرمہ کو وقت پر دوبارہ حاضر کرنے کے لئے پولیس متعین ہے۔ لیکن وہ بروقت پھر مدینہ پہنچتی ہے اور خود کو اس سزا کے لئے بخوشی اور باصرار پیش کرتی ہے۔ جو یقیناً قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (یعنی سنگساری) فتح ایران کے وقت ایک غریب فوجی کے ہاتھ کسریٰ کا تاج زرین آتا ہے۔ وہ اس کو کپڑوں میں چھپالیتا ہے اور خفیہ طور سے اپنے امیر کی خدمت میں لے جا کر پیش کر دیتا ہے۔ تاکہ ادائے امانت تو ہو۔ لیکن امانتداری کی نمائش نہ ہو۔

انسانوں کے وہ دل جو اس طرح مقفل پڑے ہوئے تھے کہ نہ ان میں عبرت پذیری تھی، نہ خوف خدا تھا اور نہ رقت اور نرمی تھی۔ یہ کنجی جب ان دلوں پر لگائی گئی تو یکسر کایا پلٹی ہوئی نظر آئی۔ اب وہ خدا کے خوف سے ہر دم لرزاں وترساں تھے۔ حوادث وواقعات سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ نفس وآفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کا وجود اب ان کے لئے نفع بخش تھا۔ مظلوموں کا حال زار دیکھ کر تڑپ جاتے تھے اور غریبوں اور بیکسوں کے ساتھ نفرت

وحقارت کا برتاؤ کرنے کے بجائے محبت وشفقت کا برتاؤ کرنے لگے۔ اسی طرح نبوت کی اس کنجی نے جب انسانوں کی ان فطری صلاحیتوں اور قوتوں کو چھوا جو عرصہ سے ٹھٹھری پڑی تھیں اور نفع مند ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہی تھیں تو وہ شعلوں کی طرح بھڑک اٹھیں اور سیلاب کی طرح موجیں مارتی ہوئی ابل پڑیں اور صحیح رخ پر لگ گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے جو لوگ بکریوں کی گلہ بانی میں ضائع ہو رہے تھے وہ اب بہترین طور سے قوموں کی نگہبانی اور عالم کی فرمانروائی کی نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے لگے اور جو شخص کل تک صرف کسی ایک قبیلے یا ایک شہر کا نامور شہسوار شمار کیا جاتا تھا وہ اب بڑی بڑی سلطنتوں اور ایسے ایسے ملکوں کا فاتح ثابت ہوا جو قوت وشوکت میں یکتا تھا۔ اسی کنجی سے آپ نے درسگاہوں کے قفل کھولے اور ان میں ازسرنو چہل پہل اور رونق پیدا کی۔ حالانکہ علم کی کساد بازاری اور معلمین کی کسمپرسی اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ نہ معلمین کو دلچسپی رہی تھی اور نہ متعلمین کو۔ آپ نے علم کی قدر وقیمت یاد دلائی۔ اہل علم کا مرتبہ بتلایا اور علم ودین کا باہمی تعلق سمجھایا۔ چنانچہ لوگ درسگاہوں کی ترقی کے لئے دامے درمے قدمے کوشاں ہوگئے۔ مسلمان کا ہر ہر گھر اور ہر ہر مسجد بجائے خود ایک مدرسہ بن گئی۔ ہر مسلمان اپنے حق میں متعلم اور دوسرے کے حق میں معلم بن گیا۔ کیونکہ ان کا دین ہی خود طلب علم کے لئے سب سے بڑا محرک تھا۔ آپ نے اس کنجی سے عدالت کا تعطل ختم کیا۔ اب ہر قانون دان اس قابل تھا کہ اس پر ایک منصف جج کی حیثیت سے اعتماد کیا جاسکے اور ہر مسلمان حاکم اعلیٰ درجہ کا عدل شعار، حاکم تھا اور یہ سچے مسلمان سب کے سب محض اللہ کے لئے سچی شہادتیں دینے والے تھے۔ جب اللہ اور آخرت کے حساب وکتاب پر ایمان استوار ہوا تو عدل وانصاف کی فراوانی ہوئی۔ بے انصافیاں اور بدمعاملگیاں کم سے کم تر ہوگئیں اور جھوٹی شہادتیں اور ظالمانہ فیصلے ناپید ہوگئے۔ خاندانی معاملات جو اس قدر ابتر ہوگئے تھے کہ باپ بیٹے کے درمیان بھائی بھائی کے درمیان، شوہر اور بیوی کے درمیان کشاکش اور چھین جھپٹ کا میدان گرم تھا۔ پھر یہ بیماری خاندانوں کے محدود میدان سے نکل کر معاشرہ کے وسیع میدان میں بھی پہنچ گئی تھی۔ یہی کشاکش نوکر اور مالک کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ حاکم اور رعیت کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ بڑے اور چھوٹے کے تعلقات میں بھی برپا تھی۔ ہر ایک کا یہ حال تھا کہ اپنا حق کسی طرح چھوڑنا نہ چاہتا تھا اور دوسرے کا حق کسی طرح دینا نہ چاہتا تھا۔ خود اگر کوئی چیز خریدتا تو ناپ تول میں ذرا ذرا سی اونچ نیچ پر باریک بینی سے نظر رکھتا۔ لیکن اگر دوسرے کے ہاتھ کچھ بیچتا تو کم سے کم ناپنے اور تولنے میں پوری پوری مہارت بہم پہنچاتا۔ ’’اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون ‘‘ آپ نے اس خاندانی اور معاشرتی نظام کے عقدوں کا حل بھی اسی کنجی سے کیا۔ خاندان اور معاشرہ میں ایمان کا بیج بویا۔ لوگوں کو اللہ کی ناراضی سے ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنایا۔

’’یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھا رجالا کثیراً ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ‘‘ ﴿اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا (اس طرح کہ) اس کا ایک جوڑا پیدا

کیا اور ان دونوں (کی نسل) سے پھیلا دیئے بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم مانگتے ہو اور قرابتوں کا خیال رکھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگراں ہے۔﴾

اور خاندان اور معاشرہ کے افراد میں سے ہر ایک پر کچھ ذمہ داریاں ڈالیں اور اس طرح از سر نو خاندانی نظام کو بھی عدل، محبت اور راستی کی بنیادوں پر قائم فرمایا اور معاشرہ کو بھی اعلیٰ درجہ کا عدل شعار بنایا۔ معاشرہ کے ہر ہر عضو میں امانتداری کا ایسا گہرا شعور اور خدا ترسی کا ایسا شدید احساس بیدار کر دیا کہ اس معاشرہ کے امراء اور عہدیداران تک پرہیزگاری اور سادہ زندگی کے نمونے بن گئے۔ قوم کے سردار اپنے تئیں قوم کے خادم سمجھنے لگے۔ والیان سلطنت اپنی حیثیت یتیموں کے سرپرست سے زیادہ نہیں سمجھتے تھے کہ اگر اپنی ذاتی ملکیت کچھ ہے تو سلطنت کے مال ودولت سے کوئی مطلب نہیں۔ اگر نہیں ہے تو بقدر ضرورت لینے پر قناعت ہے۔ اسی ایمان کی بدولت آپ ﷺ نے دولت مندوں اور تاجروں میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی پیدا کی۔ انہیں بتلایا کہ مال اصل میں اللہ کا ہے۔ تمہیں اس نے اس کے تصرف میں اپنا نائب بنایا ہے۔

''وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیه '' ﴿اور خرچ کرو اس (مال ودولت) میں سے جس میں اللہ نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔﴾

''وآتوهم من مال الله الذی آتاهم '' ﴿اور دو ان کو (ضرورت مندوں کو) اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے۔﴾

انہیں تجوریوں میں بند کر کے رکھنے اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنے سے یہ کہہ کر ڈرایا۔

''والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ۰ یوم یحمیٰ علیها فی نار جهنم فتکویٰ بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماکنزتم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون '' ﴿اور وہ لوگ جو سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ آپ انہیں بشارت دے دیجئے دردناک عذاب کی اس دن جب کہ ان کے خزانوں کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں، کروٹیں اور پشتیں داغی جائیں گی۔ لو! یہ ہے تمہارا جمع کیا ہوا اب چکھو اس کا مزہ۔﴾

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کے ذریعہ سے جس فرد کو تیار کر کے کارگہ حیات میں اتارا تھا وہ اللہ پر سچا ایمان رکھنے والا، نیک خوئی کو پسند کرنے والا، اللہ کے خوف سے ڈرنے اور لرزنے والا، امانت کا پاس کرنے والا، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادہ کو حقیر سمجھنے والا اور اپنی روحانیت سے مادیت پر غالب آنے والا تھا۔ وہ اس بات پر دل سے یقین رکھتا تھا کہ دنیا تو میرے لئے بنائی گئی ہے۔ لیکن میں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ پس یہ فرد اگر تجارت کے

میدان میں اترتا تو نہایت سچا اور ایماندار ثابت ہوتا۔ اگر مزدوری کا پیشہ اختیار کرتا تو نہایت محنتی اور بہی خواہ مزدور ثابت ہوتا۔ اگر مالدار ہو جاتا تو ایک رحم دل اور فیاض دولتمند ثابت ہوتا۔ اگر غریب ہوتا تو شرافت کو قائم رکھتے ہوئے مصیبتوں کو جھیلتا۔ اگر کرسی عدالت پر بٹھا دیا جاتا تو نہایت سمجھدار اور منصف جج ثابت ہوتا۔ اگر صاحب سلطنت ہوتا تو ایک مخلص اور بے غرض حکمراں ثابت ہوتا۔ اگر آقا ہوتا تو رحم دل اور منکسر المزاج آقا ہوتا۔ اگر نوکر ہوتا تو نہایت چست اور فرمانبردار نوکر ہوتا اور اگر قوم کا مال و دولت اس کی تحویل میں آجاتا تو حیرت انگیز بیداری اور باخبری سے اس کی نگرانی کرتا۔

یہ تھیں وہ اینٹیں جن سے اسلامی سوسائٹی کی تعمیر کی گئی اور جن پر اسلامی حکومت کی عمارت کھڑی کی گئی۔ اس بناء پر یہ سوسائٹی اور یہ حکومت ایک بڑے پیمانہ پر افراد کے اخلاق، ان کے نفسیات اور ان کے طرز حیات کا مظہر تھی۔ افراد میں جو جو چیزیں تھیں۔ وہ سب کی سب معاشرے میں جمع ہوگئی تھیں۔ اس کے تاجر کی سچائی اور ایمانداری اس میں تھی اس کے غریب کی خودداری اور مشقت کوشی اس میں تھی۔ اس کے مزدور کی محنت کشی اور بہی خواہی اس میں تھی۔ اس کے دولتمند کی فیاضی اور غمخواری اس میں تھی۔ اس کے جج کی فراست اور عدالت اس میں تھی۔ اس کے حکمراں کا خلوص اور دیانتداری اس میں تھی۔ اس کے آقا کا انکسار اور رحم دلی اس میں تھی۔ اس کے خادم کی جفاکشی اور چستی اس میں تھی اور اس کے خزانچی کی نگرانی اور بیداری بھی اس میں پوری پوری موجود تھی۔ اسلامی سوسائٹی جس طرح اپنے افراد کی خوبیوں کی مظہر اتم تھی۔ اسی طرح اسلامی حکومت بھی تمام خوبیوں کی جامع بلکہ ان کا قوی محرک بن گئی تھی۔ یہ حکومت راست رو تھی۔ عقیدوں اور اصولوں کو منافع اور مصالح پر ترجیح دیتی تھی۔ عوام کے مال کو لوٹنے کے بجائے ان کے اخلاق اور عقائد کو بنانے اور سنوارنے کی دلسوزی سے کوشش کرتی تھی۔ سوسائٹی اور حکومت کے اثرات کا نتیجہ یہ تھا کہ انفرادی اور اجتماعی پرائیویٹ اور پبلک زندگی کا ہر ہر گوشہ ایمان و عمل، صدق و خلوص، محنت و کوشش اور عدل و انصاف سے سجا ہوا اور ان سدا بہار پھولوں کی خوشبو سے مہکا ہوا تھا۔

غار حرا پر کھڑا کھڑا میں یہ تمام باتیں اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ میں اپنے ان خیالات اور عہد رفتہ کی یاد میں اتنا غرق ہوگیا کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے وجود سے بالکل بے خبر ہوگیا۔ میرا تصور مجھے اپنے ماحول اور اپنے زمانہ سے اڑا کر الگ لے گیا۔ میری نگاہوں میں اس عہد رفتہ کی عمومی اسلامی زندگی کی تصویر پھیرنے لگی۔ میں اس کا رخ جمال اور ایک ایک خط و خال دیکھنے لگا اور بالکل ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہی زندگی میرے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اور میں اس کی روح نواز فضاؤں میں سانس لے رہا ہوں۔ اسی عالم تصور میں مجھے اپنے اس زمانہ کا خیال آیا۔ جس کی فضا میں واقعی میں سانس لیتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آج بھی زندگی کی کامیابی اور خوش گواری کے دروازوں پر کچھ نئے قسم کے تالے پڑے نظر آرہے ہیں۔ مسائل میں پھیلاؤ اور تنوع کی کوئی حد نہیں رہی ہے اور اسی نسبت سے الجھاؤ اور پیچیدگیاں بھی بڑھ گئی ہیں تو کیا اس حالت میں بھی اسی پرانی کنجی سے یہ نئے قفل کھل سکتے ہیں؟

یہ سوال میرے دل میں پیدا ہوا مگر میں نے کہا کہ جب تک میں ان تالوں کو اچھی طرح دیکھ بھال کے ان کی حقیقت نہ معلوم کرلوں۔ مجھے کوئی جواب نہ دینا چاہئے۔ چنانچہ میں نے جوان تالوں کو ہاتھ لگایا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ تالے نئے نہیں ہیں۔ وہی پرانے ہیں۔ صرف رنگ روغن نیا ہے اور نہ ہی پیچیدگیاں اور الجھنیں کچھ ایسی نئی ہیں۔

بلکہ ان کی جڑ تو ہو بہو پرانی ہے۔ آج بھی اصل مسئلہ فرد کا مسئلہ ہے جو سارے دوسرے مسائل کا سرا ہے اور یہی ہمیشہ انسانی زندگی کا اصل مسئلہ رہا ہے۔ کیونکہ فرد وہ اینٹ ہے جس سے سوسائٹی اور حکومت بنتی ہے اور اس کا حال آج یہ ہو گیا ہے کہ مادہ اور قوت کے سوا کسی چیز کو ماننے کے لئے یہ تیار نہیں ہے۔ اپنی ذات اور خواہشات کے ماسوا اسے کسی چیز سے مطلب نہیں ہے۔ اس دنیا کی قدر و قیمت اس کی نظر میں حقیقت سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ لذت اور خواہشات کی بندگی حد سے گذر گئی ہے اور اپنے پروردگار سے انبیاء کی رسالت سے اور عقیدہ آخرت سے رشتہ بالکل ٹوٹ چکا ہے۔ پس یہی فرد کا بگاڑ ہے جو سوسائٹی کے بگاڑ کا سرچشمہ اور تہذیب کی بدبختی کا ذمہ دار ہے۔ یہ فرد اگر تجارت کرتا ہے تو لالچ اور ذخیرہ اندوزی کا بدترین مظاہرہ کرتا ہے۔ ارزانی کے وقت مال روک لیتا ہے اور گرانی کے زمانہ میں نکالتا ہے اور اس طرح لوگوں کی بھوک اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ یہ فرد اگر مفلس ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ اپنی مفلسی کو دور کرنے کے لئے خود کچھ نہ کرے اور دوسروں کی محنتوں کا پھل مفت میں کھالے۔ اگر مزدوری کرتا ہے تو اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ لیکن مزدوری پوری لینا چاہتا ہے۔ اگر دولت مند ہوتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا کنجوس اور سنگ دل ہوتا ہے۔ اگر صاحب اقتدار ہوتا ہے تو لٹیرا اور بددیانت ثابت ہوتا ہے۔ اگر مالک ہوتا ہے تو ایک ظالم اور خودغرض مالک ثابت ہوتا ہے۔ جو اپنے فائدے اور اپنے آرام کے سوا کچھ دیکھنا نہیں جانتا۔ اگر نوکر ہوتا ہے تو کام چور اور بے ایمان، اگر خزانچی بنادیا جاتا ہے تو غبن کرتا ہے۔ اگر حکومت کا وزیر یا جمہوریہ کا صدر ہو جاتا ہے تو شکم پرور، روح سے بے خبر اور بندہ نفس ثابت ہوتا ہے۔ جو صرف اپنی ذات اور اپنی پارٹی کے فائدے کو دیکھتا ہے۔ اگر لیڈر بن جاتا ہے اور بہت ہی ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتا ہے تو بھی اپنی قوم اور اپنے وطن کے حدود سے باہر اس کا خلوص نہیں نکلتا اور اپنے وطن اور قوم کی عزت بڑھانے کے لئے دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں کی عزت وآبرو خاک میں ملانے سے کسی وقت بھی گریز نہیں کرتا۔ اگر قانون سازی کا اختیار ہاتھ میں آجاتا ہے تو ظلم کے قانون اور بڑے بڑے ٹیکس مسلط کردیتا ہے۔ اگر اس کے دماغ میں ایجاد واکتشاف کی صلاحیت ہوتی ہے تو ہلاکت برسانے والے اور تباہی پھیلانے والے آلات ایجاد کرنے لگتا ہے۔ زہریلی گیسیں ایجاد کرتا ہے جو نوع انسانی کو ہلاک کردیں۔ بمبار طیارے اور ٹینک بناتا ہے جو بستیوں کو کھنڈر اور راکھ کا ڈھیر بناڈالیں۔ آئٹم بم بناتا ہے جس کی ہلاکت خیزیوں سے نہ انسان بچ سکتے ہیں نہ حیوان، نہ کھیت اور باغات، اور جب اس فرد کو ان ایجادات کے استعمال کرنے کی قوت بھی مل جاتی ہے تو بستیاں کی بستیاں اندھادھند نشانے پر رکھ لیتا ہے اور ان کی آن میں زندوں کے شہر، شہر خموشاں بنا ڈالتا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ جب اچھے افراد سے مرکب ہونے والا معاشرہ اور ان سے تیار ہونے والی حکومت ان افراد کی تمام خوبیوں کی آئینہ دار ہوتی ہے تو برے افراد سے تیار ہونے والا معاشرہ اور حکومت دونوں لامحالہ ان افراد کی تمام برائیوں اور بیماریوں کی حامل ہوں گی۔ اس میں تاجروں کی ذخیرہ اندوزی بھی ہوگی۔ نفع کا لالچ بھی ہوگا۔ تنگدستوں کی سرکشی بھی ہوگی۔ مزدور کی کم محنت اور زیادہ اجرت کی بری عادت بھی ہوگی۔ دولت مند کی ہوس کے جراثیم بھی اڑ کر اسے لگیں گے۔ اپنے حکمراں کی بدنیتی اور عیاری بھی اس میں پھیلے گی۔ مالکوں کا جوروستم بھی اس کی عادت میں داخل ہوگا۔ نوکر کی خیانت اور خازن کا غبن بھی اس میں سرایت کرے گا۔ وزراء کی نفع پرستی اور لیڈروں کی وطن پرستی بھی اس میں آئے گی۔ قانون

سازوں کے اندھیر اور سائنس دانوں کے بے راہ روی بھی اس میں جمع ہوگی اور زورداروں کی سنگ دلی بھی اس پورے معاشرہ اور پوری حکومت کی خصوصیت بنے گی۔

یہ ہے وہ اصل مادہ فساد جس کے بطن سے وہ تمام بیماریاں، وہ تمام الجھنیں اور وہ تمام پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں جن سے انسانیت پریشان اور زار ونزار ہے۔ اس مادہ فساد کا نام ہے مادہ پرستی کا ذوق، یا مادہ اور اس کے مظاہر ہی کو سب کچھ سمجھنے کا عقیدہ۔ بلیک مارکیٹنگ اسی کا نتیجہ ہے۔ رشوت ستانی اسی کا نتیجہ ہے۔ ہوشربا گرانی اور مہنگائی اسی کا نتیجہ ہے۔ ذخیرہ اندوزی اسی کا نتیجہ ہے۔ افراط زر اسی کا نتیجہ ہے۔ آج کے مفکرین اور مقننین آج تک ان مشکلات کا کوئی کامیاب حل نہیں ڈھونڈ کر لا سکے۔ ایک مشکل کا حل کرتے ہیں تو دوسری نئی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ ایک گرہ کھلتی ہے تو کئی اور نئی لگ جاتی ہیں۔ بلکہ اب تو یہ کہنا بھی بیجا نہ ہوگا کہ ان کی عقدہ کشائی بجائے خود نئے نئے عقدوں کو جنم دے رہی ہے۔ جیسے اناڑی ڈاکٹر کے علاج سے صحت کے بجائے کچھ نئے نئے مرض اور پیدا ہو جائیں۔

یہ اس مریض پر روز نئے تجربے کر رہے ہیں۔ انہوں نے سمجھا کہ شخصی حکومت ان تمام امراض کا سبب ہے۔ لہٰذا اسے ختم کر کے جمہوری طرز حکومت کی بنیاد ڈالی۔ مگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو بعض نے پھر آمریت اور ڈکٹیٹریٹ کو اختیار کیا۔ اس سے اور خرابیاں بڑھتی دیکھیں تو پھر جمہوریت کی طرف رجوع کیا۔ اسے ہی کبھی نظام سرمایہ داری کو اختیار کیا۔ اس سے اور خرابیاں بڑھتی دیکھیں تو پھر جمہوریت کی طرف رجوع کیا۔ ایسے ہی کبھی نظام سرمایہ داری کو اختیار کیا۔ اس سے اور گرہیں بڑھیں تو اشتراکیت اور سوشلزم کو اپنے درد کا درماں سمجھ لیا۔ مگر معاملہ کی نوعیت ذرا نہ بدلی اور مشکلات جوں کی توں یا پہلے سے کچھ سوا ہو گئیں۔ کیوں؟

اس لئے کہ یہ ساری تبدیلیاں اور سارا ردوبدل اوپر اوپر ہوتا رہا اور مشکلات کی جو جڑ اور بنیاد ہے۔ یعنی فرد اور اس کا بگاڑ۔ اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ اس میں کسی اصلاح وتغیر کی کوشش نہیں کی گئی اور قصداً یا بلاقصد اس حقیقت سے غفلت برتی گئی کہ اصل فساد اور ٹیڑھ فرد میں ہے۔ جس کی بدولت معاشرہ اور حکومت میں بھی ٹیڑھ پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ اس حقیقت کو خوب سمجھ بھی لیتے اور برائیوں کی اس جڑ کو پا بھی لیتے تب بھی اس کا علاج ان کے بس کی بات نہ تھی۔ مانا کہ ان کے پاس اشاعت علم کے مؤثر ذرائع ہیں۔ اور یہ دور ہی تعلیم وتربیت کی ترقی کا دور ہے۔ مگر ان کے ہاتھ میں وہ طاقت تو نہیں ہے جس سے فرد کا رخ شر سے خیر کی طرف اور تخریب سے تعمیر کی طرف موڑ دیں۔ کیونکہ یہ روحانیت بلکہ روح کی وقعت ہی سے عاری اور ایمان سے خالی ہیں۔ ان کے پاس دل کو غذا دینے اور اس میں ایمان کا پودا لگانے کا سامان نہیں ہے۔ ان کے ہاتھوں سے وہ چیز نکل چکی ہے جو عبد اور معبود کے درمیان رشتہ جوڑے۔ اس زندگی کے ساتھ دوسری زندگی کا تعلق قائم کرے۔ روح ومادہ کے درمیان توافق پیدا کرے اور علم کو اخلاق سے وابستہ کرے۔ ان کے روحانی فساد، اندھی مادیت اور غرور عقل نے تو ان کو اب اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ تخریب وتباہی کے اس آخری تیر سے بھی اپنے ترکش کو خالی کر لینا چاہتے ہیں۔ جس کی ہلاکت خیزیوں سے انسانیت کا پورا کنبہ نیست ونابود، اور پورا کرۂ ارض اجاڑ اور ویران ہو سکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر اس وقت دنیا کی متحارب طاقتوں نے ان خوفناک ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کا میدان گرم کیا تو یقیناً ان کے یہ نو ایجاد آلات تہذیب وانسانیت کا خاتمہ کر دیں گے۔

اسلام ایک مظلوم دین!

ڈاکٹر زاہد الحق قریشی

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور تا قیام کائنات ہدایت کا ذریعہ ہے۔ احکام الٰہیہ کے سلسلہ میں حرمت وحلت کے قوانین ودیگر اوامر ونواہی کے تمام تر احکامات میں حیل وحجت کی قطعی گنجائش نہیں۔ لیکن بعض جہالت پسند اذہان اپنی خداداد ایمانی صلاحیتوں کو ماؤف کر چکنے کے بعد اس قبیح جرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

یہی انداز فوٹو گرافی، تصویر سازی اور فلم میں اپنایا جارہا ہے۔ جبکہ اسلام میں اس عمل کی کسی صورت بھی گنجائش نہیں۔ آج کل عام دستور ہوگیا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کے مطابق نہیں ڈھالا جاتا۔ بلکہ اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا جاتا ہے۔ جب ہر شخص اپنی آسانی کے لئے اسلام کو توڑتا مروڑتا رہے گا تو اسلام کا کیا بنے گا؟۔ وہ تو خدا بھلا کرے علمائے حق کا وہ اس پرفتن دور میں بھی اسلام کو اصلی شکل میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ایسے اذہان کی تسلی وتشفی کے لئے مستند طور پر ہم چند احادیث کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ جدید فوٹو گرافی کو عکس کی تاویل سے جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۱...... قیامت کے دن تصویریں بنانے والے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(صحیح بخاری عن ابن مسعودؓ ص ۳۴ ج ۴ طبع مصری)

۲...... رسول اللہ ﷺ نے خون اور کتے کی قیمت اور حرام کاری کی آمدنی سے منع فرمایا اور سود کھانے والے، کھلانے والے، مصنوعی بال ملانے والی، ملوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت سے دوری کی بددعا کی ہے۔ (صحیح بخاری عن ابی جحیفہؓ ص ۱۳۵ ج ۴ طبع مصری)

۳...... بلاشبہ قیامت کے دن تصویر کشوں کو المناک عذاب ہوگا اور انہیں (عاجز کرنے کے لئے) کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان بھی ڈالو۔ (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ ص ۳۲ ج ۴)

۴...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی الماری کو ایک ایسے پردے سے ڈھانپ رکھا تھا جس پر (جانداروں کی) تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جب گھر تشریف لائے تو دیکھتے ہی غصہ سے سرخ ہوگئے اور پردے کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ اے عائشہؓ! قیامت کے دن وہ لوگ سخت اذیت میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ''خلق'' کی نقل اتارتے ہیں۔ (مسلم عن عائشہؓ ص ۲۰۰ ج ۲)

۵...... جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی۔ قیامت کے دن اسے اس میں روح پھونکنے کو کہا جائے گا۔ لیکن وہ اس سے عاجز ہوگا۔ (بخاری عن ابن عباسؓ ص ۲۵ ج ۴ طبع مصری)

۶...... حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا کہ میری گذر اوقات اور معیشت کا انحصار ہی تصویر کشی پر ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟۔ آپ نے قریب بلا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا میں تجھے وہ

بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر فوٹو گرافر جہنم کا ایندھن ہوگا۔ اس کی تیار کردہ سب تصویریں، جاندار چیزیں بنادی جائیں گی جو اسے جہنم میں عذاب دیتی رہیں گی۔'' پھر فرمایا کہ بنابریں تجھے یہ کام چھوڑ کر کوئی دوسرا پیشہ اپنانا چاہئے۔ اگر اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار نہیں تو غیر روح مثلاً درخت وغیرہ کے بیل بوٹے بنالیا کرو۔

(مسلم عن سعید بن ابی الحسن ص۲۰۲ ج۲)

۷...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے اپنے والدین سے کسی ایک کو قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو اور ایسے عالم کو جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا۔ (مشکوٰۃ شریف عن ابن عباسؓ ص۳۸۷)

گھر میں فوٹو رکھنے کی ممانعت

۱...... آنحضرت ﷺ نے (جانداروں کی تصویریں) بنانے اور انہیں گھر میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(جامع ترمذی، عن جابرؓ وقال حسن صحیح)

۲...... اس کے علاوہ حدیث بالا نمبر۴

۳...... جن گھروں میں تصاویر لٹکائی جائیں ان میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔

(صحیح بخاری عن عائشہؓ ص۳۲ ج۲ طبع مصر)

۴...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا میں کل بھی آیا تھا۔ لیکن آپ کے پاس اس لئے نہ آیا کہ دروازے پر تصاویر تھیں اور گھر میں ایک تصویر دار پردہ تھا۔ نیز ایک کتا بھی تھا۔ جس گھر میں یہ چیزیں ہوں ہم وہاں نہیں جاتے۔ اس لئے آپ حکم دیں کہ تصویروں کے سر کٹوا کر درختوں کی طرح بنادی جائیں اور تصویر دار پردہ پھاڑ کر نیچے بچھانے والے دو تکئے بنالئے جائیں جو پامال ہوں گے اور کتا بھی گھر سے نکال دیا جائے۔ تاکہ ہمارے داخلہ کے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ کتا حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو بھی باہر نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ (ابوداؤد ص۲۱۷ ج۲، ترمذی ص۱۰۴ ج۲)

میرے خیال میں اتنی احادیث کافی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث اس ضمن میں آئی ہیں۔ ان سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ہر ذی روح یعنی جاندار کی تصویر بنانا اور ان کا استعمال کرنا اور گھر میں رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس پر نار جہنم کی وعید ہے۔ اس لئے اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔

ابن حجرؒ نے فتح الباری میں علامہ ابن خطابیؒ کے حوالے سے فرمایا اور علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''وہ تصاویر جن کا رکھنا حرام ہے اور جن کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ ذی روح تصاویر ہیں۔ بہرصورت ایسا کاروبار کرنا اور پیشہ کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں حق تعالیٰ کی صفت ''خالقیت'' کی نقل اتارنا ہے۔ غرضیکہ جاندار کی تصویریں خواہ وہ کپڑے پر ہوں یا چٹائی پر، درہم پر ہوں یا دینار پر کسی برتن پر ہوں یا دیوار پر، مطلقاً حرام ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم امام نوویؒ ص۱۹۹ ج۲)

ان تصریحات کے بعد اگر کوئی شخص کسی صدر، وزیر یا مولوی اور پیر کے عمل کو آڑ بنائے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ دین اسلام کے ضابطوں کے سلسلے میں اتھارٹی قرآن وحدیث اور آئمہ دین ہی ہوسکتے ہیں۔ عذر گناہ بدتر گناہ کے مترادف بعض لوگ تصاویر اور فلم کے فوائد بتانا شروع کردیتے ہیں۔ لیکن تصویر کے دوسرے رخ کو کلی طور پر نظرانداز کردیتے ہیں کہ اس میں دینی، شرعی اور نقلی اعتبار سے کس قدر قباحتیں ہیں۔

پھر فلم بنانے کے پس منظر میں ایک پورا عملہ حصہ لیتا ہے۔ جس میں فوٹو گرافر، پروڈیوسر، اداکار واداکارائیں وغیرہ شامل ہیں۔ کیا یہ تمام آپس میں محرم ہوتے ہیں؟۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ نے غیر محرم مرد وعورت کے باہم اختلاط پر سختی سے پابندی لگائی ہے۔ اب تو اکثر خواتین بھی ہدایت کاری میں نام پیدا کررہی ہیں۔ فلم بناتے وقت احکام اسلام کا کیا حشر ہوتا ہے؟۔ پھر فلم میں اکثر باپ بیٹی یا بھائی بہن کو گلے ملتے دکھایا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ دونوں ایک دوسرے کے محرم بھی نہیں ہوتے۔ کیا اس شکل میں بھی اسلامی احکام کو کوئی ضرب نہیں پہنچتی؟۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تو اپنے ایک نابینا صحابیؓ کی آمد پر امہات المومنینؓ جو کہ پوری امت مسلمہ کی مائیں اور تمام عورتوں سے افضل ہیں کو پردہ کا حکم دیا۔ امہات المومنینؓ نے حیرت سے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو بینا ہو۔ یعنی عورت اور مرد دونوں کے لئے نامحرم سے بچنے کا حکم ہے۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ صحابیؓ ایک اللہ تعالیٰ کی منتخب جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور امہات المومنینؓ پاکیزہ ترین عورتیں ہیں۔ ان کے درمیان برائی کا تصور بھی محال ہے۔ جب ان کے درمیان پردہ کی رعایت نہیں تو آج کل کے مرد وزن کس شمار میں ہیں۔

چلئے فلم چلنے کے لئے تیار ہوگئی۔ اب اسے دیکھنے کے لئے ایک گھرانے کے تمام محرم اکٹھے بیٹھے ہیں۔ جب اس فلم میں ایک نامحرم عورت کوئی کردار ادا کرتی ہوئی سامنے آتی ہے تو اللہ کے احکام کے مطابق گھر کے مرد حضرات اپنی نگاہ نیچی کرلیتے ہیں؟۔ پھر جب مرد پردۂ سکرین پر آتا ہے تو خواتین نگاہ نیچی کرلیتی ہیں؟۔ اب بتایئے اس فلم کا کیا بنا؟۔ یہی صورت حال ٹی وی پروگراموں میں ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ: ’’عورت کی شان دو چیزوں میں ہے کہ کوئی نامحرم اسے نہ دیکھے اور وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔‘‘ حضور نبی کریم ﷺ تو اپنی امت کی خواتین سے پردہ کے پیچھے سے بات چیت فرمائیں۔ کیا وہاں بھی کسی خرابی کا ڈر تھا؟۔ ہرگز نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق ایسی سوچ رکھنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔

اصل بات یہ تھی کہ حضور ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ان اعمال سے پردہ کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔ کیا اب یہ احکام فرسودہ ہوکر قابل استعمال نہیں رہے؟۔ کیا وجہ ہے کہ دنیا کی ترقی میں ہمیں سب سے بڑی رکاوٹ اسلام ہی نظر آتا ہے۔ ہم خود کو بدلنے کے لئے تیار نہیں۔ اسلام کو بدلنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ہم ظاہری دنیا کی ترقی کے لئے اسلام کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اگر مغربی دنیا نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دماغ سے کام لے کر اپنی ترقی کے لئے کوئی چیز تیار کی ہے تو ہم اپنے دماغ سے کام لیتے ہوئے اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ اس چیز سے اس طرح فائدہ اٹھائیں کہ ہمارے اسلام پر کوئی زد نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک طریقے مجروح نہ ہوں۔ آپ ٹی وی پر غیر جاندار اشیاء کی تصاویر دکھا سکتے ہیں اور ایک آواز کے ذریعے تفصیل بیان کرسکتے ہیں۔ سائنس کی ترقی مشینوں کے ذریعے ہوئی ہے۔

آپ مشینوں کی تصاویر دکھا سکتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کی کوئی چیز دکھانا چاہیں جس کے لئے جاندار کی تصویر انتہائی ضروری ہو تو اس کا چہرہ اور سر نہ دکھائیں (کیونکہ جاندار کا چہرہ اور سر کٹی تصویر کی حد تک اجازت ہے) مگر چونکہ اس سے عیاشی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جو کہ فلم اور تصویر کا بنیادی مقصد ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے۔ ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ فلاں نامی فلم دیکھ کر بہت سے کافر مسلمان ہو گئے۔ تو عرض ہے کہ جس چیز کی بنیاد ہی غلط ہو۔ جس کی تعمیر میں اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی روح کو مجروح کیا گیا ہو۔ اس کے فوائد ظاہری دھوکہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کے نقصانات پر نگاہ رکھنی چاہئے۔ فلم کے دوران کتنا نمازوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ حالانکہ جس نے ایک نماز چھوڑ دی وہ ارشاد نبوی کے مطابق نقصان کے اعتبار سے ایسا ہے کہ اس شخص کا گھر تباہ ہو جائے۔ بیوی بچے اور مال ضائع ہو جائے اور وہ شخص تنہا کھڑا رہ جائے۔

فلم کے ذریعے تبلیغ دین کی مثال ایسی ہے جیسے بیت الخلاء میں بیٹھ کر قرآن پڑھنا یا آب زمزم کے ذریعے سور کے گوشت کو پاک کر کے کھانے کے لئے پیش کیا جائے۔ آپ سور کے گوشت کو جتنا مرضی آب زمزم سے دھوڈالئے۔ وہ حرام ہے اور حرام ہی رہے گا۔ اس سے حلال نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اس سوچ کو بھی بدلنا ہوگا کہ دنیا کی ترقی کے لئے تو انتھک محنت کی ضرورت ہے۔ جبکہ اسلام کی ترقی صرف دعا کے ذریعے ہی ہو جائے گی۔ حالانکہ اسلام کی ترقی کے لئے دنیا کی ترقی سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ پھر جب ہم زبان سے اسلام کو اس دنیا سے بڑا مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دل سے اس کی ترقی کے لئے دنیا کے برابر بھی وقت فارغ نہیں کر سکتے۔

یاد رکھئے! اسلام دعا اور فلموں کے ذریعے نہیں پھیلا۔ اس کے لئے حضرات صحابہ کرامؓ نے اپنی پوری پوری زندگیاں وقف کیں۔ اگر صرف دعا سے مسئلہ حل ہو سکتا تو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہتر دعا کون کر سکتا تھا؟۔ آپ ﷺ کو کیا ضرورت تھی کہ طائف کا سفر اختیار کرتے اور پتھر کھاتے؟۔ تو عرض یہ ہے کہ تبلیغ دین کے لئے سب سے اہم چیز ماحول ہے۔ جب ہم کسی شخص کو دنیا کے ماحول سے نکال کر دین کے ماحول مسجد میں لے جا کر بات کریں گے تو اس کے دل پر جو اثر ہوگا۔ وہ ایک فلم کے ماحول میں نہیں ہو سکتا۔

پاکستان میں اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ یہاں کا ماحول ہے۔ ایسے لوگوں کی شدید کمی ہے جنہوں نے اپنے جسم کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور نبی کریم ﷺ کے طریقوں کے مطابق ڈھال رکھا ہے۔ اپنے گھروں میں اسلامی نظام قائم کر رکھا ہے۔ جس دن یہ لوگ اکثریت میں آ گئے۔ اس دن پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ خود بخود اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت سے اس کے نفاذ کی توقع نہ رکھیں۔ بلکہ ہر شخص خود اپنے آپ سے مطالبہ کر کے خود اپنے اوپر ان احکامات کو نافذ کرے۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ زرخیزی کی کمی نہیں ہے۔

آخر میں گزارش ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو اسلام کے پوسٹ مارٹم میں صرف کرنے کی بجائے اگر ہم دنیاوی ایجادات کو اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے استعمال کرنے کے طریقوں پر غور فرمائیں اور ایسی راہ نکالنے کی کوشش کریں کہ اسلام ایک مظلوم دین نہ بن کر رہ جائے تو کیا مضائقہ ہے؟۔

فلم کو ذریعہ تبلیغ بنانے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے ہمارے قلم کی سیاہی خشک ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے افسر کو نہ سہی اپنے ماتحت اپنے چپراسی، اپنی اولاد کو نماز کے لئے ساتھ لیتے ہوئے مسجد چلے جائیں۔

شیعہ سنی اختلافات کے پس منظر میں کون؟

(دشمن کے آلہ کار کا خوفناک انکشاف)

عبداللہ علی الجمیل

فلسطینی اتھارٹی کے خفیہ سیکورٹی ڈیپارٹمنٹ نے لبنان کے ٹی وی چینل ایل بی سی سے وابستہ ایک صحافی سے اسرائیل کے لئے کام کرنے والے ایک خائن و بے ضمیر فلسطینی ایجنٹ سے ملاقات کرائی جس نے فلسطین کی ممتاز شخصیات اور حماس کے نمایاں افراد کے قتل میں اسرائیل کی براہ راست مدد کی تھی۔

سوال... اسرائیل تمہاری بھرتی میں کیسے کامیاب ہوا؟۔

جواب... میں نے مقامی اخبار میں ایک سماجی مطالعاتی سینٹر کا اشتہار پڑھا جس کا مرکزی آفس سنگاپور میں بتایا گیا تھا جس کو غربت اور ماحولیات جیسے ایشوز کے بارے میں سماجی مطالعہ وتجزیہ کرنے والے صحافیوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے وہاں اپنا بائیو ڈیٹا بھیجا۔ دو ہفتہ بعد ہی مجھے اس سینٹر میں بحالی کا خط مل گیا۔ اس سینٹر کو وہ فلسطینی چلا رہے تھے جو یہودیوں کے ساتھ مل کر عربوں اور فلسطینیوں کی نہایت خاموشی کے ساتھ بھرتی کا کام کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے مختلف قسم کی رپورٹیں تیار کرنے کے لئے کہا اور میرے اوپر پیسوں کی بارش کردی۔ جب میں نے یہ سب کام کردیا تو پھر سینٹر مجھ سے حساس قسم کی رپورٹیں تیار کرانے لگا۔ ان کاموں کے درمیان مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ سینٹر موساد کے تحت ہے۔ لیکن میں پیچھے نہ ہٹ سکا۔ کیونکہ میں پہلے ہی ان کو جہاد میں مشغول بہت سی شخصیات، ان کے اہم رہائشی ٹھکانوں اور خفیہ مقامات کے بارے میں اہم ترین نازک خفیہ معلومات فراہم کر چکا تھا۔ جس کے ذریعہ وہ حماس و جہاد اسلامی کے بہترین مجاہدوں کو قتل کرنے میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہو چکے تھے۔ پھر دھیرے دھیرے مزید تبدیلی آئی اور سب کچھ کھل کر ہونے لگا۔ لہٰذا سینٹر نے مجھے تل ابیب کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں بحیثیت مہمان مدعو کیا۔ جہاں مجھے زندگی کی تمام آسانیاں فراہم کی گئیں۔ خاص طور پر خوبصورت دوشیزائیں جو ہر جگہ میرے ساتھ ہوتیں۔ آخر کار میں پھسل گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ مختلف حالتوں میں لڑکیوں کے ساتھ میری تصویریں کھینچی جا چکی ہیں۔ پھر سارا حجاب ختم ہو گیا اور مجھ کو تل ابیب میں باضابطہ جاسوسی کی ٹریننگ دی گئی۔ اسرائیلی سینٹر سے میرا رابطہ انٹرنیٹ کے ذریعہ رہنے لگا۔ مجھے ایک خاص ٹیلی فون سیٹ بھی دیا گیا جس کے واسطہ سے میں تمام انفارمیشن اور رپورٹ موساد کو بھیج دیتا۔ میں انتفاضہ اور مزاحمت کرنے والے مجاہد گروپوں کے لیڈروں، ذمہ داروں کے بارے میں ہر طرح کی تفصیلات جمع کرنے لگا۔ ایک صحافی ہونے کے ناطے میرے لئے یہ اور بھی آسان تھا۔ کیونکہ میرا شمار خود مزاحمتی گروپ میں ہوتا تھا۔ چونکہ میں انتفاضہ کے چوٹی کے لیڈروں سے اتنا قریب تھا کہ بڑی آسانی کے ساتھ ان کی تمام حرکات وسکنات، سونے جاگنے، آنے جانے کے راستے واوقات، سب کے بارے میں بالکل درست معلومات حاصل کرتا گیا۔ ان ہی معلومات کی بنیاد پر موساد نے اپنی خطرناک کاروائیاں انجام دیں۔ جن میں رات کے وقت چھاپہ، کار دھماکہ اور ہیلی کاپٹر و میزائل سے حملہ شامل

ہے۔ میں بہت کم پیسوں میں آسانی کے ساتھ دوسرے سیدھے سادھے فلسطینیوں سے معلومات اکٹھا کیا کرتا تھا۔

سوال... زیر زمین اسلامی گروپوں اور فلسطین کاز کے لئے کام کرنے والوں کے بارے میں آپ نے کیسے پتہ چلایا؟۔

جواب... مجھ سے انٹرنیٹ پر الگ الگ ویب سائٹ کھولنے اور بنانے اور خوبصورتی سے انہیں چلانے کو کہا گیا جو اسلامی فلسطین، مقدس جہاد، آزادئ مقدس، شباب انتفاضہ کے نام سے بنائے گئے۔ ان سب میں اسلامی مزاج وفکر کا پورا خیال رکھا گیا اور تمام ویب سائٹ کو جہاد سے متعلق آیات واحادیث سے مزین کیا گیا۔ فلسطین اور اہل فلسطین کے دردناک مصائب، اسرائیل کے مظالم کی تصویر کشی کے ساتھ یہود سے قتال وجنگ۔ نیز ہر طرح کی قربانی کا پرسوز وپراثر اسلوب میں بیان درج کیا گیا۔ ان ویب سائٹ کے ذریعہ ہمارا رابطہ بے شمار ایسے پرجوش نوجوانوں سے ہوگیا جو جہادی اسپرٹ سے نہ صرف سرشار تھے۔ بلکہ عملی کاروائیاں کرنے کو بے تاب تھے۔ ہم ان سے ہتھیار، اسلحہ اور پیسے فراہم کرنے کا وعدہ کرتے اور یقین دلاتے کہ یہ سب خلیجی ممالک کے مالدار اسلام پسندوں کی جانب سے حقیقی جہاد کے لئے فراہم کیا جائے گا۔ اس طرح اسلام اور جہاد کے نام پر زیر زمین بے شمار مجاہد گروپوں، حلقوں تک اسرائیل کی ہم نے رہنمائی کی۔ سیدھے سادھے دیندار مسلمانوں کو فنڈ فراہم کر کے ان کے ذریعے ایسی کتابیں، کتابچے بڑی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کئے گئے جن سے امت کے فروعی اختلافات کو فروغ دیا جاسکے اور وہ باقاعدہ جھگڑے کی شکل لے سکیں۔ چنانچہ موساد نے ہمارے اور دیگر کارندوں کے ذریعہ جوشیلے مگر ناسمجھ مسلمانوں کو بڑی خوبصورتی وحکمت عملی سے آلہ کار بنا کر پاکستان، یمن، اردن، خود فلسطین میں دسیوں نئے عنوانات کے تحت مسلمانوں کے مسلکی اختلافات خاص طور پر شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دینے، بھڑکانے کے لئے کتابوں کے ڈھیر لگادیئے۔ ان کتابوں کے تیار کرنے اور چھاپنے کا کام موساد کے تربیت یافتہ افراد انجام دیتے جو دونوں طرف سے کتابیں چھاپ کر دونوں جانب کے غالی اور شدت پسند افراد کو استعمال کر کے بڑی تیزی کے ساتھ لٹریچر پھیلا دیتے۔ مگر تاثر یہ دیتے کہ یہ کتابیں خلیج کے بعض محسنین ومعاونین کی جانب سے دی گئی ہیں۔ یہ کام اتنی خوبصورتی اور دانائی کے ساتھ ہوتا کہ ذرا بھی شک نہ ہو پاتا۔ چنانچہ موساد کو اس محاذ پر بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس لئے کہ تمام مسجدوں، حلقوں میں ان ہی اختلافی امور پر بحث شروع ہوگئی اور امت کے باقی مسائل سے توجہ ہٹ گئی۔

سوال... کیا تم کو اپنے سیاہ کارنامے پر کوئی شرمندگی نہیں رہی۔ حالانکہ تم نے فلسطین کے اہم ترین مجاہدوں کو تباہ کرنے میں موساد کی مدد کی؟۔

جواب... شرمندگی سے کیا فائدہ؟۔ جب وہ کسی مطلوب مجاہد کو قتل کرنے کے لئے بلڈنگیں تباہ کرتے تو مجھے غم ضرور ہوتا تھا۔ چونکہ اس کاروائی کا اصل ذمہ دار میں ہی ہوتا تھا۔ مگر میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ کیونکہ میں بہت دور جاچکا تھا۔ اب صرف موت ہی میرا فیصلہ کرسکتی ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ بیداری حیدرآباد مئی ۲۰۰۴ء ج ۲ ش ۱۴ ص ۳۰ تا ۳۲)

سنی دنیا میں امام خامنہ ای کے فتوے کا پرجوش خیر مقدم!

(دہلی کے ایک رسالہ سے اہم ماخوذ مضمون)

سید منصور آغا، نیو دہلی

اسلامی جمہوریہ ایران کے سربراہ اعلیٰ، آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای الحسینی نے ۳؍ اکتوبر کو ایک فتویٰ صادر کیا ہے۔ جس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب رسولؐ کی شان میں گستاخی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے اس اہم فتوے کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ تاہم مغرب زدہ ذہنوں میں بعض تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن عالم اسلام کے ممتاز شیعہ وسنی علماء اور دانشوروں نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے۔ رہبر انقلاب اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ فتویٰ شہر، الاحساء کے علماء اور دانشوروں کے استفسار پر دیا ہے۔ مورخہ ۲۴؍ شوال المکرم ۱۴۳۱ھ کو مرسلہ مکتوب میں سلام تحیات کے بعد اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ایک ایسے دور میں جب کہ امت اسلامی ایک منظم بحران سے گذر رہی ہے۔ مسلمانان عالم کے درمیان تفرقہ اور انتشار پھیل رہا ہے اور وحدت امت کی ترجیحات کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔

چنانچہ حساس معاملات کو حل کرنے کے لئے جاری اسلامی جدوجہد اور اس کے ثمرات سے توجہ ہٹ رہی ہے۔ ایسے نازک دور میں کچھ لوگ انتہاء پسندانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور ارادی طور پر سنی ملت کی علامتوں اور مقدسات کی مسلسل توہین ہو رہی ہے۔ اسی سلسلے کے تحت بعض سیٹلائٹ چینلز اور انٹرنیٹ ویب سائٹس پر علم ودانش سے منسوب بعض افراد کی جانب سے زوجہ رسولؐ حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ اور صریح اہانت کی جارہی ہے جو ازواج نبیؐ اور امہات المؤمنین کے شرف کے خلاف ہے۔ اس بارے میں جناب کی رائے کیا ہے؟ مکتوب میں امید ظاہر کی گئی ہے کہ آپ اسلامی معاشروں میں اضطراب کا سبب بننے والے مسائل اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی پیروی کرنے والے مسلمانوں سمیت تمام دیگر مسلمانوں پر نفسیاتی دباؤ کا موجب بننے والے مسائل کے بارے میں واضح موقف کا اظہار فرمائیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ بعض فتنہ پرور اسلامی دنیا کو آشوب زدہ کر کے مسلمانوں میں اختلاف ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس استفسار کا پس منظر یہ ہے کہ کویت کے ایک سابق فوجی افسر شیخ یاسر الحبیب نے جو خود کو شیعہ مبلغ وعالم باور کراتا ہے اور برطانیہ میں خود جلاوطنی کی زندگی گزار رہا ہے۔ ماہ رمضان سے متعلق ایک مقدس اجتماع میں حضرت عائشہؓ کے خلاف انتہائی نازیبا کلمات کہے اور فحش الزامات عائد کئے۔ جن کی بعض ٹی وی چینلز اور ویب سائٹس نے خوب تشہیر کی۔ اس کے نتیجے میں کویت میں ایک سیاسی کشیدگی پیدا ہوگئی۔ جہاں تقریباً ۴۰ فیصد شیعہ آبادی ہے۔ چنانچہ کابینہ نے الحبیب کی شہریت ختم کر دی۔ لیکن اس اقدام سے اضطراب ختم نہیں ہوا۔

امام سید علی خامنہ ای حفظ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختصر مگر دوٹوک جواب میں فرمایا ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ہمارے سنی بھائیوں کی علامتوں اور مقدسات کی توہین وتحقیر، بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے ازواج پر تہمت باندھنا، جو ان کے شرف میں خلل پڑنے کا باعث ہو، حرام ہے۔ بلکہ یہ امر تمام انبیاء کی ازواج اور خاص طور سے ان کے سردار وسرور رسول اللہ اعظم ﷺ کے زوجات کے لئے محال ہے۔ شیعہ نیٹ پر ایک وضاحت میں کہا گیا ہے کہ جو تہمتیں حضرت عائشہؓ زوجہ رسولؐ پر لگائی گئی ہیں۔ شیعہ اعتقادات کے مطابق دیگر انبیاء کی ازواج حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے ازواج پر بھی نہیں لگائی جاسکتیں اور انبیاء علیہم السلام کے حریم ان تہمتوں سے مکمل طور پر پاک ہیں۔ اہل بیت نیوز ایجنسی کے مطابق حوزہ علیمہ قم کے علماء واساتذہ نے رہبر انقلاب کے اس فتوے کی پرزور تائید کی ہے اور ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ شیعہ اعتقادات زوجہ پیغمبر اکرم ﷺ کو فحشاء سے نسبت کو غلط اور خلاف حقیقت سمجھتے ہیں اور شیعہ علماء نے سورہ نور میں ''افک'' کے قصے کے حوالے سے پیغمبر اکرم کی زوجات کو فحشاء کے بہتان سے مکمل طور پر بری قرار دیا ہے۔''

لبنان کی ایک شیعہ تنظیم ''جماعت علمائے مسلمین'' کے ترجمان شیخ عمرو نے کہا ہے کہ جو اختلاف ابھارے جارہے ہیں ان کا شیعہ اعتقادات اور دینی اصولوں سے کوئی تعلق نہیں۔ (وہ سیاسی اختلافات تھے) انہوں نے کہا کہ انقلاب اسلامی کے رہبر کا فتویٰ ایک فقہی اور سیاسی فتویٰ ہے اور اس اعتبار سے تمام اہل تشیع، خواہ وہ امام خامنہ ای کے مقلد نہ ہوں۔ اس پر عمل کے پابند ہوجاتے ہیں۔

لبنان کے سنی علماء بورڈ کے سربراہ شیخ ماہر مزبر نے کہا ہے کہ آیت اللہ العظمیٰ کا فتویٰ امت اسلامی کے قائد اور پیشوا کی حیثیت سے آپ کی حکمت، علم ودانش اور اعلیٰ درجہ کے ایمان کی علامت ہے۔ کیونکہ اسلامی امہ کا اصل امام وہ ہے جو امت کے درمیان اتحاد اور یکجہتی قائم کرے۔

جامعہ الازہر کے چانسلر ڈاکٹر احمد الطیب نے ایک تحریری بیان جاری کر کے اس فتوے کو مبارک قرار دیا اور کہا ہے۔ جو چیز اس فتوے کی اہمیت میں اضافی کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسلمانان عالم کے بزرگ علماء میں سے ایک عالم دین، عالم تشیع کے بزرگ مراجع میں سے ایک ممتاز ترین مرجع اور اسلامی جمہوریہ ایران کے اعلیٰ ترین رہبر نے صادر کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں علم کے مقام سے اور شرعی ذمے داری جو میرے دوش پر ہے کی بناء پر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی کوشش واجب ہے اور جو شخص مسلمانوں میں اختلاف اور تفرقہ ڈالے وہ گنہگار اور عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔ عوام اس سے کنارہ کریں۔ سب سے اہم یہ کہ کویت حکومت نے اس فتوے کا خیر مقدم کیا ہے۔

وزیر اعظم شیخ ناصر محمد الاحمد الجابر الصباح کی صدارت میں منعقدہ کابینہ کی میٹنگ میں امام العظمیٰ کے اس اقدام کو

بنظرِ استحسان دیکھا گیا اور اس پر اظہار تشکر واطمینان کیا گیا۔ یروشلم کی رپورٹ مظہر ہے کہ بیت المقدس کے امام شیخ مہر محمود نے اس فتوے کو مسلم اتحاد کے لئے نیک فال قرار دیا ہے۔ اردن کے اخوان المسلمین کے سربراہ حمام السعید نے اس فتوے کو فتنے کے سد باب میں ایک اہم قدر قرار دیا ہے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں مشرقی علوم کے پروفیسر مدحت حماد نے اس کو فکر میں سنجیدہ تبدیلی سے تعبیر کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے کہ امام خامنہ ای کی شخصیت کیوں کہ بہت ہی بلند اور محترم ہے۔ اس لئے اس کا اثر دور تک محسوس کیا جائے گا۔

ہندوستان میں بھی اس فتوے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ جماعت اسلامی ہند کے امیر اور معروف عالم دین مولانا سید جلال الدین عمری نے کہا ہے:

> ”یہ فتویٰ نہایت قابل ستائش ہے۔ اس کا خیر مقدم ہونا چاہئے۔ اس سے امید ہے کہ سنی، شیعہ اختلافات کم ہوں گے اور ملت میں اتحاد کی راہیں کھلیں گی۔ اس فتوے کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔“

جمعیت علماء ہند کے سیکرٹری مولانا عبدالحمید نعمانی نے جو دارالعلوم دیوبند میں تدریسی فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ اس کو بڑی اچھی علامت قرار دیا ہے اور کہا ہے اس میں مسلمانوں کے دونوں بڑے مکاتب فکر کے لئے رہنمائی اور روشنی ہے۔ انہوں نے کہا اس پر توجہ دی جانی چاہئے اور اس پر عمل ہونا چاہئے۔ توقع ہے کہ یہ بات بہت مؤثر ثابت ہوگی۔ معروف صحافی محمد احمد کاظمی نے کہا ہے کہ یہ فتویٰ کسی مخصوص خطے کے لئے نہیں ہے اور توقع ظاہر کی کہ برصغیر میں بھی اس کا خاطر خواہ مقدم ہوگا۔

یہ بات بڑی ہی گھاٹے کی بات ہے کہ بعض افراد نے پہلی صدی ہجری کے سیاسی اختلاف کو اپنے مفادات کی خاطر اس طرح مشتہر کیا۔ گویا یہ بھی کوئی عقیدے کا جزو ہے اور بعد کے لوگ ان کی پیروی کرتے رہے اور اس بات کو نظرانداز کر دیا گیا کہ قرآن نے ازواج نبیؐ کو امت کی مائیں قرار دیا ہے اور ان کا اس قدر احترام قائم کیا ہے کہ نبیؐ کی وفات کے بعد ان سے نکاح سے بھی روک دیا گیا۔ افک کے ایک اتفاق کو موضوع بنا کر مدینہ کے بعض کمزور ایمان والے مسلمان حضرت عائشہؓ کے خلاف بہتان تراشی کے مہم میں شریک ہو گئے تھے۔ ان پر قرآن نے سخت تنبیہ کی ہے اور اللہ رب العزت نے حضرت عائشہؓ کی برأت میں دس آیات (سورہ نور) نازل کی ہیں۔

حضرت عائشہؓ کو ان کے اخلاق، تقویٰ وتورع اور فہم دین کے وجہ سے سرور کائناتؐ اپنی تمام ازواج میں سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ کا اس دنیا سے پردہ کرنے کا وقت قریب آیا تو سرور کائناتؐ نے اپنی ازواج کی اجازت سے اپنے آخری ایام ان کے ہی حجرے میں گزارے اور جب آخری سانس لی تو سردار دو جہاں کا سر مبارک ان ہی حضرت عائشہؓ کی گود میں تکیہ کئے ہوئے تھا اور ان کے ہی حجرے کو آپؐ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف ملا۔ ایسی عظمتوں سے سرفراز تمام مؤمنوں کی ماں کے خلاف اگر کسی کی زبان سے نازیبا الفاظ نکلتے ہیں اور کوئی کان ان کو سن کر سرور محسوس کرتا ہے تو اس کو یقیناً امام معظم کے اس فتوے کی روشنی میں اپنی روش میں اصلاح اور اپنے رب سے استغفار میں عجلت کرنی چاہئے۔ (پندرہ روزہ دعوت شہروزہ، نیودہلی، مورخہ ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۰ء)

آل پارٹیز تحفظ ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد!

مولانا زاہد الراشدی

گذشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے جمعیت علمائے اسلام (ف) پنجاب کے امیر مولانا رشید احمد لدھیانوی اور عالمی مجلس کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے ہمراہ غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا۔ وہ ان دنوں ۱۵؍دسمبر کو اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام منعقد ہونے والی آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کے سلسلے میں رابطہ مہم پر ہیں اور مختلف دینی جماعتوں کے راہنماؤں کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے محاذ پر قومی سطح پر متحرک دیکھنے کی ایک عرصے سے خواہش تھی۔ جس کا اظہار اس کالم میں بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے۔ اسے پورا ہوتے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر اور مولانا اللہ وسایا کا شکریہ ادا کیا کہ اس وقت وہی ایک متحرک اور بیدار مغز شخصیت ہیں جو اس محاذ کے علمی تقاضوں سے عہدہ برا ہوسکتے ہیں اور ضعف وعلالت کے باوجود اس سلسلے میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت بالخصوص قادیانیوں کے تعاقب اور ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے سدباب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک مستقل تاریخ ہے اور پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے سرگرم ادوار میں اپنے قیام کے بعد سے اس کا کردار ہمیشہ قائدانہ رہا ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی امارت میں کام کرنے والی یہ جماعت اب ہمارے مخدوم ومحترم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی زیرامارت اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ جب کہ اس جماعت اور مشن کے لئے حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور ان کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا کی جدوجہد اور کاوشیں عالمی مجلس کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

راقم الحروف کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سات ایک غیررسمی کارکن کے طور پر بچپن سے تعلق چلا آرہا ہے۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ میرے استاد محترم ہیں۔ جن سے میں نے طالب علمی کے دور میں ردقادیانیت کا کورس پڑھا تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کی شخصیات ایک کارکن کی حیثیت سے میرے لئے آئیڈیل شخصیات رہی ہیں۔ جن سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور جماعتی وتحریکی زندگی میں ایک کارکن کا کردار کیا ہوتا ہے اس کا عملی سبق میں نے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے بھی حاصل کیا ہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا کردار ایک داعی اور راہنماء کا ایسا کردار تھا کہ عوامی حلقوں میں وہ تحریک انہی سے منسوب ہوتی ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جس کے نتیجے میں قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں چلی اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت جس کے ثمرے میں امتناع قادیانیت کا صدارتی آرڈیننس نافذ ہوا۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی سربراہی میں تکمیل تک پہنچی۔ مجھے دونوں تحریکوں میں ایک کارکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے دوران میں گوجرانوالہ کی کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری تھا اور ۱۹۸۴ء میں مجھے کل جماعتی مجلس عمل کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات کے طور پر کام کرنے کا شرف ملا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نہ صرف پاکستان بھر میں، بلکہ برطانیہ، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں بھی ایک وسیع نیٹ ورک ہے۔ جس کے تحت سینکڑوں مبلغین اور ہزاروں کارکن شب و روز تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد میں مصروف ہیں اور باقاعدہ ایک منظم پروگرام کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ اشاعتی محاذ پر بھی عالمی مجلس کا وسیع کام ہے اور میرے نزدیک اس ضمن میں سب سے بڑا کام یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے بعد سے اس سلسلے میں مختلف مکاتب فکر کے اکابر علمائے کرام نے جو کچھ بھی لکھا ہے اسے ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے جمع و مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے اور مولانا اللہ وسایا ان کتابوں اور رسائل کو جمع کر کے ان کی ترتیب و طباعت کے لئے اچھی خاصی محنت کر رہے ہیں۔ اس کی اب تک تینتیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ تینتیسویں جلد ابھی اسی سفر میں مولانا اللہ وسایا نے عنایت فرمائی ہے۔ جس میں اس موضوع پر والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ العزیز کے چار رسائل بھی شامل ہیں۔ مولانا اللہ وسایا کا کہنا ہے کہ ابھی اس کا سلسلہ جاری ہے اور مزید کئی جلدیں شائع ہو سکتی ہیں۔

یہ ردقادیانیت کی علمی جدوجہد کی ایک مرتب تاریخ کے ساتھ ساتھ بہت بڑا علمی ذخیرہ بھی ہے۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام، امام مہدی کے ظہور اور دیگر متعلقہ موضوعات پر معلومات، استدلالات اور اسالیب کا اتنا بڑا مجموعہ مرتب ہو گیا ہے جو بڑی بڑی لائبریریوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اس میں تمام مکاتب فکر کے اکابر علمائے کرام اور ارباب دانش کی علمی کاوشیں شامل ہیں۔ مولانا اللہ وسایا کی ہمت کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ جماعتی اور تحریکی زندگی کی مصروفیات کے باوجود اتنا بڑا علمی ذخیرہ جمع و مرتب کرنے کی خدمت بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبولیت و ثمرات سے نوازیں، آمین یارب العالمین!

جہاں تک ۱۵ر دسمبر کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ''آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' کا تعلق ہے۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ میں نے حالیہ ملاقات میں مولانا اللہ وسایا سے عرض کیا ہے کہ اس وقت نظریاتی طور پر ملک کی جو صورتحال ہے۔ اس کے پیش نظر ایک مضبوط و متحرک دینی فورم کی قومی سطح پر ضرورت ہے۔

جو تمام مکاتب فکر کی نمائندگی کرتا ہو اور متحرک و بیدار مغز قیادت رکھتا ہو۔اس لئے کہ پاکستان کی وحدت وسالمیت کے تحفظ کے ساتھ ملک کی نظریاتی حیثیت وتشخص اور دستور کی اسلامی دفعات کی بقاء کے لئے فیصلہ کن معرکے کا وقت آ گیا ہے۔تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے قوانین ایک علامت ہیں۔جن کے خاتمے یا انہیں غیر مؤثر بنانے کے لئے عالمی استعماری قوتیں اور پاکستان کے اندران کے نظریاتی وثقافتی حلیف آخری راؤنڈ کی تیاریاں کررہے ہیں۔

پاکستان، اسلام اور ملک کے دینی حلقے ان کا ٹارگٹ ہیں۔لابنگ، میڈیا اور فنڈنگ کے تمام عالمی وسائل ان کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ملک کی داخلی اسٹیبلشمنٹ کی ہمدردیاں اور درپردہ تعاون بھی انہیں حاصل ہے اور وہ اس وقت کو اس کام کے لئے موزوں ترین سمجھتے ہوئے بہرحال اس کام کو کرگذرنا چاہتے ہیں اس لئے ملک کی تمام دینی جماعتوں کو خواہ وہ کسی مسلک اور سیاسی حدبندیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہ صرف متحد ہونا ہوگا۔بلکہ اس جدوجہد اور محاذ آرائی کے عصری تقاضوں کا پوری طرح ادراک کرتے ہوئے متحرک کردار ادا کرنا ہوگا۔

تحفظ ناموس رسالت کا قانون ایک ''ٹیسٹ کیس'' کی حیثیت رکھتا ہے۔جس کے نتائج دونوں کیمپوں کی آئندہ ترجیحات کی بنیاد بنیں گے اور اگلی معرکہ آرائی اسی دائرے میں ہوگی۔ملک کے سیکولر حلقوں کو حدود شرعیہ کے قانون کے حوالے سے اپنی پیش رفت سے خاصا حوصلہ ملا ہے اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اسی طرح وہ اگلے مراحل سے بھی بآسانی گزر سکتے ہیں۔اس لئے اگر بعض دوستوں کو طبیعتوں پر گراں نہ گزرے تو حدود شرعیہ کے تحفظ کے محاذ پر دینی حلقوں کی پسپائی کے اسباب کا بھی اس مرحلے پر جائزہ لے لینا چاہئے۔تاکہ ان غلطیوں کا دوبارہ اعادہ نہ ہو۔جو حدود آرڈیننس میں ترامیم کے سلسلے میں سیکولر حلقوں کی پیش رفت کا باعث بنی ہیں اور دینی حلقوں کے لئے بہرحال دھچکا ثابت ہوئی ہیں۔جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔راقم الحروف اور پاکستان شریعت کونسل کے علماء وکارکن اس جدوجہد میں پیش رفت کرنے والی ہر جماعت کے خادم ہیں۔خواہ اس کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تو ہمارے بزرگوں کی جماعت ہے۔اس کی خدمت سے زیادہ ہمیں کس بات پر خوشی ہوسکتی ہے۔

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب ☆ نظام ہضم درست کرنے کے لئے ☆ غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے
ساھیوال پھکی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے
بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے
حیاتِ نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کے لئے
السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی دیپالپور بازار ساہیوال 0321-6950003

کل جماعتی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس

احوال واثرات!

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

۱۵ر دسمبر ۲۰۱۰ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والی آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اپنی نوعیت کی ایک منفرد، یادگار اور تاریخ ساز کانفرنس تھی۔ اس قسم کی کانفرنس اور ایسے امید افزاء مناظر برسوں بعد دیکھنے نصیب ہوتے ہیں۔ یہ کل جماعتی کانفرنس جہاں حضورﷺ سے اہل ایمان کی بے پناہ محبت کا مظہر تھیں۔ وہیں امت کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کا ذریعہ بھی تھی۔ اس کانفرنس کی وجہ سے جس طرح اہل ایمان کے دل باغ باغ ہوئے۔ اسی طرح سیکولر قوتوں اور منفی مقاصد کے حامل لوگوں کے مذموم عزائم پر اوس بھی پڑی۔ اس کانفرنس کو تحفظ ناموس رسالت کے ایک نئے سفر کا سنگ میل بھی کہا جاسکتا ہے اور مستقبل میں حاصل ہونے والی بہت سی خیروں اور کامیابیوں کا پیش خیمہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس کانفرنس میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات، تمام قابل ذکر دینی، سیاسی اور قومی جماعتوں کے قائدین اور ملک بھر کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سربراہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، وفاق المدارس کے نائب صدر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر جیسی اہم شخصیات نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس کی تیاریوں، دعوتوں، رابطوں اور انتظام وانصرام کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا اللہ وسایا کی قیادت میں منتظمہ کمیٹی نے بہت فعال کردار ادا کر کے اس کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر مولانا فضل الرحمٰن کو کانفرنس کی صدارت کا اعزاز حاصل ہوا۔ جبکہ کانفرنس کی نظامت ونقابت کی ذمہ داریاں راقم الحروف کے حصے میں آئیں۔

کانفرنس کے اختتام پر مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان کیا۔ جبکہ اعلامیہ پیش کرنے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے پہلے تو اس عزم کا اظہار کیا کہ ناموس رسالت کے قانون میں کسی کو ترمیم کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔ ہر میدان اور ہر فورم پر انسداد توہین رسالت قانون کا تحفظ کیا جائے گا۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے باہمی اتحاد ویکجہتی کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے گا۔ بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ تحریک ناموس رسالت کے سلسلے میں ۲۴ر دسمبر کو ملک بھر میں مساجد کی سطح پر احتجاجی مظاہرے ہوں گے۔ ۳۱ر دسمبر کو شٹرڈاؤن ہڑتال ہوگی۔ جبکہ ۹ر جنوری کو کراچی میں بڑا احتجاجی مظاہرہ ہوگا جس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

اس موقع پر مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں تشکیل دی جانے والی تحریک ناموس رسالت کو منظم ومتحرک کرنے والی کمیٹی کی بھی تائیدوتوثیق کی گئی اوراس کمیٹی سے کہا گیا کہ وہ نچلی سطح پر بھی کمیٹیاں قائم کرے اور تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کو مزید تیز سے تیز تر کرے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کانفرنس کے آغاز میں اس کانفرنس کے اہداف ومقاصد، ضرورت واہمیت اور پس منظر کے حوالے سے اپنے مخصوص مدلل اور نپے تلے انداز میں بہت ہی جامع خطاب فرمایا۔مولانا نے اپنی گفتگو میں عالمی حالات، استعماری قوتوں کی سازشوں، ناموس رسالت اور دیگر اسلامی قوانین کو نشانہ بنانے والی قوتوں کے مذموم عزائم کے بارے میں بہت چشم کشا گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ حضورﷺ کا دشمن ہمیں منقسم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔جبکہ آج بھی حضورﷺ کی ذات بابرکات اور آپﷺ کا اسم مبارک ایک ایسا مرکز اتحاد اور نکتہ وحدت ہے جو ہم سب کو جمع کر رہا ہے۔مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ کوئی مائی کا لعل انسداد توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی جسارت نہیں کرسکتا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چودھری شجاعت حسین نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے چودھری ظہور الٰہی شہید کی روایات برقرار رکھنے کے عزم کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ پارلیمنٹ اور سینٹ میں ناموسِ رسالت کی بھرپور وکالت کریں گے۔انہوں نے تجویز پیش کی کہ میڈیا اور پارلیمنٹ وسینٹ میں ناموس رسالت کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے کے لیے پینل بنائے جائیں۔چودھری شجاعت نے اپنے خطاب میں ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی کوشش میں پیش پیش روشن خیالوں کو آڑے ہاتھوں لیا اور ایسے لوگوں کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن نے تحریک کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے اسے پرامن رکھنے کی ضرورت پر زور دیا اور میڈیا کی مانیٹرنگ اور میڈیا کے ساتھ مؤثر رابطوں میں اضافے کی ضرورت پر زور دیا۔انہوں نے اعداد وشمار کی روشنی میں بتایا کہ انسداد توہین رسالت کے قانون سے اقلیتیں متاثر نہیں ہوتیں۔ جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس تحریک کا دائرہ وسیع کر کے اسے نفاذِ اسلام کی تحریک میں تبدیل کر دینا چاہیے۔جمعیت علماء اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ گستاخ رسول کو نہ کوئی پارلیمنٹ معاف کرسکتی ہے نہ کوئی عدالت اور نہ ہی کوئی شخصیت۔انہوں نے زور دے کر کہا کہ جب تک ہم استعماری قوتوں کی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوں گے۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر مولانا انوار الحق حقانی نے اپنے بیان میں وفاق المدارس کی طرف سے ناموس رسالت تحریک میں ہراول دستے کے طور پر کردار ادا کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔

عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت اور عالمی مجلس کے نائب امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے حکمرانوں سے مکمل خیرخواہی سے اپیل کی کہ وہ اقتدار کے نشے میں ناموسِ رسالت کے قانون سے چھیڑ چھاڑ سے گریز کریں۔انہوں نے میڈیا کے ذمہ داران سے بھی اپیل کی کہ وہ غلط فہمیاں پیدا کرنے والے عناصر کو لوگوں کو گمراہ کرنے کا موقع نہ دیں۔

آل پاکستان اخبار فروش فیڈ ریشن کے رہنما ٹکا خان نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے لانگ مارچ کی تجویز دی۔ جسے تمام شرکاء نے بہت سراہا۔ ٹکا خان کی ایمانی جذبات سے لبریز تقریر کے دوران حاضرین میں غیر معمولی جوش وخروش دیکھنے میں آیا۔ اے پی این ایس کے رہنماء مہتاب خان چیف ایڈیٹر روزنامہ اوصاف نے صحافتی برادری اور اپنے ادارے کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ آج کی کانفرنس میں جن بعض جماعتوں کے قائدین شریک نہیں ہو سکے۔ ان سے فرداً فرداً ملاقاتیں کی جانی چاہیں۔ انہوں نے ٹکا خان کی لانگ مارچ کی تجویز کی بھی تائید کی۔

مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا عطاء المومن شاہ بخاری سمیت کئی لوگوں نے مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی پراسرار خاموشی کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے ڈاکٹر طارق فضل چودھری نے نمائندگی کی اور بتایا کہ راجہ ظفر الحق اپنے آبائی گاؤں میں اچانک فوتگی کی وجہ سے کانفرنس میں شریک نہ ہوسکے جس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ میاں نواز شریف اور اپنی پارٹی کے دیگر رہنماؤں کی اس معاملے پر پراسرار خاموشی کا خاتمہ کروا کر ان کی پوزیشن واضح کروائیں اور ان کی طرف سے فوری طور پر بیان جاری کروائیں۔

بہر حال بحیثیت مجموعی یہ کانفرنس بہت ہی کامیاب اور یادگار رہی۔ ملک بھر کے تمام قائدین نے اس میں شرکت کر کے ناموس رسالت کے قانون کے تحفظ کے لیے بیک آواز ہو کر اپنے عزائم کا اظہار کیا۔ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنے کا عزم مصمم کیا اور ایک مشترکہ لائحہ عمل قوم کے سامنے رکھا۔ اب تمام غلامانِ مصطفی ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جس شعبے سے بھی وابستہ ہوں۔ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اس پیغام کو مزید موثر بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ بالخصوص تاجر برادری ۳۱ر دسمبر کی ہڑتال کو کامیاب کروانے کے لیے اپنا موثر کردار ادا کرے اور جس طرح اس کانفرنس میں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کیا گیا۔ نچلی سطح تک تمام لوگ حضور ﷺ کی ذات بابرکات کی عزت وناموس کے تحفظ کے لیے جمع ہو جائیں اور انسداد توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کے خواب دیکھنے والوں اور پاکستان کا اسلامی تشخص مٹانے کے منصوبے بنانے والوں کے مذموم عزائم کو خاک میں ملادیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والی کل جماعتی کانفرنس کا اعلامیہ ملاحظہ فرمایئے:

ملک کی دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے اکابر علمائے کرام کا یہ بھرپور نمائندہ اجتماع تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے کنفیوژن اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی اس مہم کو شدید نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریاتی اور اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی عالمی استعماری مہم کا ایک حصہ سمجھتے ہوئے اس میں منفی کردار ادا کرنے والے تمام افراد کی مذمت کرتا ہے۔

ملک کے محب وطن دینی سیاسی حلقے اور عامتہ الناس اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقصد، قیام اور اس کے استحکام وبقاء کی بنیاد صرف اور صرف اسلام اور اسلام کے عادلانہ نظام کے مکمل اور عملی نفاذ کے ذریعہ ہی قومی وحدت، ملکی استحکام اور ملی امنگوں کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔ لیکن برسر اقتدار طبقات نے عالمی

آ قاؤں کے اشاروں پر اس میں ہمیشہ روڑے اٹکائے ہیں اور پاکستان کے تشخص کو مجروح کرنے کی سازش کی ہے جس کے نتیجے میں وطن عزیز بین الاقوامی مداخلت اور سازشوں کی آماجگاہ بن گیا ہے اور قوم باہم خلفشار، لوٹ گھسوٹ، کرپشن، خانہ جنگی، دہشت گردی، ہوشربا مہنگائی، فحاشی اور عریانی کی دلدل میں مسلسل دھنستی چلی جارہی ہے۔

قرارداد مقاصد سمیت دستور پاکستان کی اسلامی دفعات بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے دستوری فیصلے اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خلاف سیکولر عناصر کا واویلا، حکومتی حلقوں میں گھسے ہوئے دین دشمن افراد کی سازشیں اور میڈیا کے بعض حلقوں کی سرگرمیاں شرمناک حد تک بڑھ چکی ہیں اور ضروری ہوگیا ہے کہ ملک کے دینی حلقے اور دیگر محب وطن عناصر قومی سطح پر متحد ہوکر تحریک پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت اور تحریک نظام مصطفیٰ کی فضا کو دوبارہ بحال کریں اور مکمل اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ اسلام اور پاکستان کے خلاف اندرونی اور بیرونی سازشوں کو ناکام بنادیں۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی بنیاد پر ملک کے نظریاتی تشخص کے تحفظ اور بیرونی مداخلت کے سدباب کے لئے قومی خودمختاری کی بحالی ہی اس وقت کی اولین ترجیح ہوسکتی ہے اور ملک کے غریب عوام کو اسلام کے سادہ اور فطری نظام کے ذریعے ہی کرپشن، مہنگائی، بڑھتی ہوئی غربت اور لاقانونیت سے نجات دلائی جاسکتی ہے۔ اس لئے اس اجتماع میں شریک جماعتیں اور راہ نما یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ تمام مکاتب فکر نئے عزم سے ۱۹۵۳ء/۷۴/۱۹۸۴ء کی طرح ایک بار پھر پوری قوم کو ایک متفقہ دینی محاذ پر مجتمع کر کے اسلام، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے خلاف ہر قسم کی سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی جمہوری ریاست بنانے کی طرف پیش رفت کی جائے۔

اس مقصد کے لئے جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں ایک مرکزی کونسل کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس اجتماع میں شریک تمام جماعتیں اس کی ممبر ہوں گی اور جماعتوں کے نمائندے مل بیٹھ کر اپنے تنظیمی ڈھانچے اور لائحہ عمل کا فیصلہ کریں گے۔ اس موقع پر اس عظیم اجتماع میں شریک تمام جماعتیں اور راہ نما اس امر کا اعلان ضروری سمجھتے ہیں کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کسی نوعیت کی ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی اور تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت سمیت دستور و قانون کے کسی حصے کو ختم کرنے، کمزور و بے اثر بنانے کی ہر کوشش کی پوری قوت کے ساتھ مزاحمت کی جائے گی۔

یہ اجتماع ملک کی تمام سیاسی جماعتوں، ارکان پارلیمنٹ اور میڈیا کے ذمہ دار حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بھی سیاسی مصلحتوں اور فروعی مفادات سے بالاتر ہوکر اپنے عقیدہ، ایمان،، قومی خودمختاری اور ملکی نظریاتی حیثیت کے تحفظ کی فکر کریں اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اس قومی جدوجہد میں کردار ادا کریں۔

یہ اجتماع قوم کے تمام طبقات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ بھرپور اتحاد اور روایتی جوش وخروش کا اظہار کرتے ہوئے اس جدوجہد میں شریک ہوں۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر بیرونی مداخلت کے خاتمے کے ساتھ قومی خود

مختاری کی بحالی کا کوئی راستہ نکل آئے اور استعماری قوتوں کے معاشی چنگل سے نجات حاصل کر لی جائے تو کرپشن، مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور لاقانونیت کے عفریت سے بھی نجات حاصل کی جاسکتی ہے اور پاکستان کو اسلام کے سنہری اصولوں کی بنیاد پر ایک مثالی فلاحی ریاست بنانے کا مقصد بھی پورا ہوسکتا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں ان عزائم پر استقامت عطاء فرمائیں اور دین ملک اور قوم کے بہتر مستقبل کے لئے مخلصانہ اور نتیجہ خیز جدوجہد کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین!

اس اعلامیہ کے ساتھ ساتھ کانفرنس کی چند چیدہ چیدہ قراردادیں بھی ملاحظہ فرمالیجئے: ملک کے تمام کاتب فکر کے راہ نماؤں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

- امریکی مداخلت اور عالمی استعماری قوتوں کی مسلسل سازشوں کے خلاف جرأت مندانہ مؤقف اختیار کیا جائے اور ڈرون حملوں کو بند کرانے کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے حوالے سے پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد پر فوری عمل درآمد کا اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ ڈرون حملوں کے خاتمے اور پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد پر مکمل طور پر عمل کئے بغیر خودمختاری اور ملکی امن وامان کے حوالے سے کسی پیش رفت کا امکان نہیں۔
- ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سمیت دستور وقانون کی مختلف اسلامی دفعات کے بارے میں حکومتی حلقوں کے پیدا کردہ کنفیوژن کے خاتمے کے لئے حکومت اس سلسلے میں اپنی پوزیشن کی وضاحت کرے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی نظریاتی تشخص کے ساتھ اپنی وابستگی اور وفاداری کا دوٹوک اعلان کرے۔
- قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کی صورتحال فوری طور پر ختم کر کے مذاکرات کا اعلان کیا جائے اور مسلح گروپوں کو گفتگو اور مذاکرات کے ذریعے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کر کے امن کی بحالی کے لئے حقیقت پسندانہ طرز عمل اختیار کیا جائے۔
- مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور کرپشن کے خاتمہ کے لئے مؤثر قومی پالیسی طے کی جائے اور بیرونی مداخلت اور ڈکٹیشن سے نجات حاصل کر کے قومی مشاورت کے ساتھ ان مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔
- ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی اور عریانی پر کنٹرول کیا جائے اور میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دینے کی بجائے اسلامی اصول واخلاق کا پابند بنایا جائے۔
- ملک کے تعلیمی نظام میں استعماری قوتوں کی ہدایات پر منفی تبدیلیوں کا سلسلہ بند کیا جائے اور دستور کے مطابق تعلیمی نصاب ونظام کو اسلامی تعلیمات اور اصولوں کے دائرے میں لانے کی پالیسی اختیار کی جائے۔
- حکومت افغانستان، عراق، فلسطین اور کشمیر کے مجاہدین آزادی کے ساتھ ہم آہنگی اور یک جہتی کا اظہار کرے اور مسلمہ اسلامی اور عالمی اصولوں کے مطابق قومی خودمختاری اور آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے والی تحریکات کی حمایت کا اعلان کرے۔

اللہ تعالیٰ اس اہم اور تاریخی کانفرنس کو شرف قبولیت بخشیں اور تحفظ ناموس رسالت اور اتحاد امت کے لئے اسے اہم سنگ میل بنائیں۔ آمین!

آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ!

مولانا اللہ وسایا

مولانا قاضی احسان احمد صاحب خوب باصلاحیت آدمی ہیں۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خود چالیس سے پچاس اور فقیر ساٹھ سے ستر کے پیٹے میں ہے۔ وہ مجھے فرماتے ہیں کہ اسی طرح دوڑیں جس طرح میں دوڑتا ہوں۔ حالانکہ چند قدم پر ہی میرا سانس پھول جاتا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ عید سے اگلے دن سفر کر کے کراچی پہنچیں۔ وہاں پروگرام طے کر رکھے ہیں۔ ۱۶؍نومبر کو عید تھی۔ ۱۹؍نومبر کو کراچی حاضر ہوا۔ ایک دن اخبار میں خبر پڑھی کہ ملعونہ آسیہ نامی مسیحی خاتون کو ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر ملنے گئے۔ گورنر کی بیٹی بھی ساتھ تھی۔ خیال ہوا کہ گورنر صاحب کی ایک اہلیہ سکھ تھیں۔ سکھوں سے ان کی رشتہ داری ہے تو شاید مسیحیوں سے بھی ہو۔ تبھی تو اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر گئے۔ لیکن تفصیل میں گئے تو خبر میں ذکر تھا کہ ملعونہ آسیہ نے اہانت رسول کا ارتکاب کیا۔ اس پر کیس چلا۔ سیشن عدالت سے اسے سزا ہوئی۔ تو گورنر اہانت رسول کرنے والی مسیحی عورت سے اظہار ہمدردی کے لئے گئے۔ اگلے دن اخبارات میں نیا موضوع ہی یہی خبر تھی۔

اسی شام حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری کا ملتان سے فون آیا کہ آپ نے خبر پڑھ لی۔ عرض کیا پڑھ لی۔ فرمایا کیا کرنا ہے۔ فقیر نے عرض کیا کہ تمام جماعتوں کو اکٹھا کریں جو فیصلہ ہو جائے اس پر عمل کریں۔ حضرت قاری صاحب نے فرمایا کہ تمام جماعتوں کا مشترکہ اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت طلب کرے۔ فقیر نے عرض کیا کہ جمعیت علمائے اسلام، وفاق المدارس تعاون کریں تو یہ ڈیوٹی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرانجام دینے کے لئے تیار ہے۔ ورنہ جمعیت علمائے اسلام اجلاس بلائے۔ وفاق اور عالمی مجلس تعاون کریں۔ قاری صاحب نے فرمایا کہ ملاقات ضروری۔ عرض کیا کہ دو تین دن تک ملتان ملاقات کے لئے حاضر ہوں گا۔

۲۶؍نومبر کراچی بعد از عشاء آخری پروگرام تھا۔ ۲۷؍کو سکھر میں ایک جلسہ تھا۔ ۲۹،۳۰؍نومبر ملتان دفتر میٹنگ تھی۔ ۲؍دسمبر کو قبلہ حضرت قاری محمد حنیف جالندھری سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی اردلی میں ملاقات ہوئی۔ وہاں سے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری کو فون کیا۔ وہ مولانا ابوالخیر محمد زبیر صاحب کی دعوت پر کراچی تھے۔ مخدوم محترم مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں تھے۔ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری دفتر ختم نبوت کراچی تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کی سربراہی میں تحفظ ناموس رسالت محاذ بن گیا ہے۔ اور یہ کہ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی میزبانی میں اسلام آباد آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت رکھی جائے۔

صاحبزادہ صاحب اور حضرت حیدری صاحب نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے رابطہ کیا۔ وہ ایک کانفرنس کے سلسلہ میں کموڈیا میں تھے۔ چنانچہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ۱۰؍دسمبر کو اسلام آباد میں

کانفرنس رکھ لی جائے۔ ۱۰ر کو جمعہ تھا۔ ۱۱، ۱۲ر رائے ونڈ کا اجتماع۔ چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو صاحبزادہ عزیز احمد صاحب اور مولانا عبدالغفور حیدری نے فون کر کے اگلے روز ۴ر دسمبر کو اطلاع دی کہ کانفرنس ۱۵ر دسمبر کو اسلام آباد رکھی جائے۔

چنانچہ تفصیلی رپورٹ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم سے عرض کی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے قبلہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم سے رپورٹ عرض کرنے اور دعاؤں کی درخواست کا حکم فرمایا۔ مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب سے یہ صورت حال عرض کی۔ اجازت ملنے پر اسی دن ۵ر دسمبر کو جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی ملتان دفتر تشریف لائے۔ طے ہوا کہ حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی صاحب کانفرنس کے اختتام تک کا پورا وقت کانفرنس کی کامیابی کے لئے دیں گے۔ اس دوران میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے مدعوین کی فہرست تیار کر لی جو حضرت قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کو دیکھا دی گئی۔ انہوں نے حسب صوابدید ترمیم و اضافہ فرمایا۔ وہ فہرست لے کر حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، فقیر راقم ۶ر دسمبر کی علی الصبح ملتان دفتر سے روانہ ہوئے۔ ۶ر دسمبر کی دوپہر لاہور حاضر ہوئے۔ مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا ہارون الرشید، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم کے ذمہ تھا کہ وہ اسلام آباد میں ہوٹل بک کرائیں۔ ہمارے لاہور پہنچنے سے پہلے اسلام آباد سے کنفرم ہوگیا کہ ہوٹل بک ہوگیا ہے۔ چنانچہ لاہور پہنچتے ہی دعوت نامہ ترتیب دیا۔ جو یہ ہے:

دعوت نامہ

آل پارٹیز

تحفظ ناموس رسالت ﷺ کانفرنس اسلام آباد

بتاریخ 15 دسمبر 2010ء بروز بدھ بوقت 10:30 بجے صبح

بمقام ڈریم لینڈ ہوٹل 4 اسلام آباد کلب روڈ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت عالی جناب مکرم و محترم .... زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ مزاج گرامی

آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت آسیہ کیس کی آڑ میں تحفظ ناموس رسالتﷺ قانون کو ختم کرنے کے لیے مختلف لابیاں سرگرم عمل ہیں ان حالات میں ضروری ہے کہ پورے ملک کی دینی وسیاسی قیادت بیٹھ کر فیصلہ کرے کہ کس طرح آئین میں تحفظ ناموس رسالتﷺ قانون کو جوں کا توں باقی رکھنا ہے۔ خدانہ کرے اگر یہ قانون ختم ہوتا ہے تو پھر یہ معاملہ یہاں تک نہیں رکے گا بلکہ سیکولر طاقتیں اور مغربی این۔جی۔اوز پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہوں گی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ چنانچہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے آنجناب سے درخواست ہے کہ بروقت اپنی شرکت کو یقینی بنائیں۔ شکریہ

منجانب:

(مولانا) عبدالمجید لدھیانوی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(مولانا) سلیم اللہ خان
صدر وفاق المدارس پاکستان

(مولانا) فضل الرحمن
امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام

تاکید مزید:

(مولانا) سمیع الحق اکوڑہ خٹک
(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری ملتان
(مولانا) عبدالغفور حیدری اسلام آباد
(مولانا) محمد حنیف جالندھری ملتان

برائے رابطہ:

(مولانا) رشید احمد لدھیانوی
امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب

(مولانا) عزیز الرحمن ثانی
مرکزی ناظم اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

دفتر اسلام آباد: 0300-5111583, 0300-7550481

اسی شام وزیر اعلیٰ ہاؤس میں پنجاب کے دیو بندی علمائے کرام کی میٹنگ تھی۔ اس میں پورے پنجاب سے نمائندگی موجود تھی۔ وہاں پھر اپنے مسلک کی تمام قیادت سے ملاقات ہوگئی۔ اس میٹنگ میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مخدوم زادہ حضرت مولانا امجد خان صاحب موجود تھے۔ ان سے عرض کیا کہ آپ ملاقاتوں کے لئے وقت لیں۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری سے ملاقات ہوئی۔ طے ہوا کہ کل جامعۃ الخیر لاہور میں ۸ بجے حضرت قاری محمد حنیف صاحب سے ملاقات ہوگی۔ اس دوران مولانا محمد امجد خان کا فون آ گیا کہ ۱۱ بجے دفتر جماعت منصورہ ملاقات کا وقت طے ہوگیا ہے۔ ایک بجے جناب قاری بہادر زوار صاحب۔ اس دوران میں تنظیم اسلامی اور منہاج القرآن کے حضرات سے بھی ملاقاتیں ہوجائیں گی۔ رات گئے دعوت نامہ بھی چھپ کر مل گیا۔ لاہور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد عرفان دیول صاحب نے رات ہی دعوت نامہ کو لفافوں میں ڈال کر تیار کر دیا۔

ملاقاتوں کا آغاز

چنانچہ ۷ردسمبر بروز منگل سب سے پہلے جامعۃ الخیر میں سہ رکنی وفد مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، راقم نے حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری سے ملاقات کی۔ فہرست پر دوبارہ غور ہوا۔ پانچوں وفاق المدارس کے ذمہ داران کو دعوت نامہ ارسال کرنا ہمارے ذمہ ٹھہرا۔ ان کی اجلاس میں شرکت کو یقینی بنانا مولانا قاری محمد حنیف صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا۔ چنانچہ سید عطاء المہیمن شاہ صاحب مجلس احرار اسلام، تنظیم اہل سنت، مجلس علمائے اہل سنت کے ۱۳ردعوت نامے حضرت قاری محمد حنیف جالندھری کو پیش کئے۔ وہاں سے وفد اٹھا تو تنظیم اسلامی کے سربراہ جناب محترم عاکف سعید سے ان کے دفتر ملاقات کی۔ دعوت نامہ دیا۔ انہوں نے بھرپور مسرت کے ساتھ شرکت کا وعدہ کیا۔ وہاں سے جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ حاضری ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت مولانا محمد امجد خان بھی وفد میں شامل ہوگئے۔ چنانچہ چار رکنی وفد نے مولانا عبدالمالک خان، سید منور حسن، جناب لیاقت بلوچ، جناب فرید احمد پراچہ سے ملاقات کی۔ ان حضرات کی میٹنگ ہورہی تھی۔ میٹنگ ختم کر کے وفد کو وہیں بلالیا۔ تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ جناب حضرت قاضی حسین احمد صاحب کا دعوت نامہ یہاں دے دیا۔

یہاں سے فارغ ہوئے۔ منہاج القرآن دفتر میں حاضری ہوئی۔ جناب فضل الرحمٰن مسکین درانی، جناب مولانا علی غضفر کراروی، جناب فرحت حسین شاہ صاحب کو دعوت نامے پیش کئے۔ ان حضرات نے بہت محبتوں سے نوازا۔ یہاں سے فارغ ہوکر حضرت مولانا قاری زوار بہادر سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ ان کو دعوت دی۔ نماز ظہر ہوچکی تھی۔ یہاں پر نماز پڑھی۔ اب حضرت مولانا محمد امجد خان نے وفد کو پرتکلف ضیافت سے ممنون فرمایا۔ یہاں سے فارغ ہوکر حافظ سعید صاحب، مولانا امیر حمزہ الدعوہ کے مرکز میں حاضری ہوئی۔ دونوں حضرات تو مرید کے تشریف لے جاچکے تھے۔ البتہ دعوت نامے دیئے۔ یہاں سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دفتر فون کیا۔ مولانا زبیر ظہیر سے بات ہوئی۔ محترم پروفیسر ساجد میر صاحب نے فرمایا کہ میں تو دفتر سے نکل رہا ہوں۔ آپ دعوت نامہ بھجوادیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب نے دعوت نامے

وصول فرمائے اور یہ طے ہوا کہ مولانا امجد خان، تحریک انصاف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، نون لیگ کو دعوت نامے پہنچائیں گے۔

رات گئے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن واپسی ہوئی تو ڈاک تیار کی۔ کراچی کے حضرات کے لئے دس دعوت نامے مولانا قاضی احسان احمد صاحب، بھرچونڈی شریف ودیگر حضرات کے لئے محترم مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب ساہیوال، مرکزی دفتر ملتان پانچ عدد دعوت نامے جن میں مجلس احرار اسلام کے قائد مولانا سید عطاء المومن بخاری کا دعوت نامہ بھی تھا۔ اسی طرح مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، مولانا محمد طیب جامعہ امدادیہ، حضرت مولانا قاضی ظہور حسین چکوال، مولانا محمد ضیاء مدنی جامع مسجد کچہری باز، حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر گجرات، حضرت قاری محمد یاسین فیصل آباد اور دیگر حضرات کو دعوت نامے ڈاک سے بھجوانے کا کام مولانا محمد عرفان دیول صاحب کے سپرد کیا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی اگلے روز لاہور پریس کلب آرہے تھے۔ ان کا دعوت نامہ بھی مولانا دیول کے سپرد کیا۔

گوجرانوالہ، جہلم، راولپنڈی

گوجرانوالہ، جہلم، راولپنڈی کے لئے ۸/دسمبر صبح سفر کا آغاز کیا۔ راستہ میں دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ کھیالی سے مولانا محمد عارف شامی ساتھ ہولئے۔ جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب سے ملاقات کی وفد نے سعادت حاصل کی۔ دعوت نامہ دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مولانا خالد حسن مجددی گوجرانوالہ، مولانا ڈاکٹر زاہد اشرف فیصل آباد بھی دعوت دی جائے۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کے دعوت نامے مولانا محمد عارف شامی کے سپرد کئے اور آگے چل دیئے۔ کانفرنس میں کیا کرنا کیا ہونا چاہئے۔ اس پر جو تبادلہ خیال ہوا وہ حضرت زاہد الراشدی صاحب نے روزنامہ اسلام کے کالم میں تحریر فرمایا ہے۔ اس شمارہ میں وہ بھی پیش خدمت ہے۔

راستہ میں ظہر کی نماز جامعہ حنفیہ جہلم میں پڑھی۔ حضرت مولانا محمد ابوبکر صدیق صاحب کی خدمت میں دعوت نامہ پیش کیا۔ محترم مولانا قاضی ظہور حسین صاحب کی تشریف آوری یقینی بنانے کے لئے درخواست کی۔ وہاں سے چل کر حضرت مولانا قاری ہارون الرشید صاحب کے ہاں جامعہ مسجد الرشید گلزار قائد میں راولپنڈی جاکر قیام کیا۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا حیدری صاحب سے رابطہ کیا۔ معلوم ہوا کہ آج رات مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی کمبوڈیا سے واپس تشریف لارہے ہیں۔ حضرت حیدری صاحب نے فرمایا کہ کل ۱۰ بجے ایوان پارلیمنٹ میں آجائیں۔ وہاں ملاقات ہوگی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات

چنانچہ ۹/دسمبر ایوان پارلیمنٹ میں مولانا عبدالغفور صاحب حیدری کے دفتر حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن سمیت حضرت حیدری صاحب تشریف لائے۔ حضرت مولانا کے سامنے پورے سفر کی روئیداد عرض کی۔ آپ نے دعوت نامہ ملاحظہ کیا۔ مدعوین کی اجمالی فہرست عرض کی۔ آپ نے ہدایات سے

نوازا۔ چنانچہ طے ہوا کہ تمام حضرات کو دعوت نامے مل جائیں تو فہرست حضرت حیدری صاحب کو بمع فون کے پہنچادی جائے۔ وہ سب سے رابطہ کریں گے۔

طے ہوا کہ ۱۲ر دسمبر کو مرکزی جماعت اہل سنت نے پرل انٹرکانٹی ہوٹل راولپنڈی میں اجلاس طلب کررکھا ہے۔ اس اجلاس میں شریک ہوں گے اور اس اجلاس کے فیصلوں کا اعلان بھی ۱۵ر دسمبر کی اے پی سی میں کیا جائے گا۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد میں حاضری ہوئی۔ مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا عبدالوحید، مولانا مفتی محمد اویس تشریف فرماتھے۔ ان حضرات نے راجہ ظفر الحق صاحب سے وقت لیا۔ ان کے ہاں وفد حاضر ہوا۔ دعوت نامہ دیا۔ وہاں سے چوہدری شجاعت حسین صاحب سے فون پر بات ہوئی۔ وہ لاہور تھے۔ چنانچہ ان کا دعوت نامہ ان کی ہدایت پر ان کی رہائش گاہ پر پہنچایا۔ جناب حشمت حبیب ایڈووکیٹ اور اخبارات کے کالم نگار حضرات اور جناب اعجاز الحق صاحب کے دعوت نامے مولانا محمد طیب فاروقی صاحب کے سپرد کئے۔ اس دوران میں جناب اعجاز الحق صاحب سے فون پر بات ہوئی۔ انہوں نے دعوت قبول فرمائی۔ ان کا دعوت نامہ مفتی محمد اویس صاحب کے سپرد کیا۔ وہاں سے جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار گئے۔ وہاں سے مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام کو فون کیا۔ وہ گھر پر کسی جرگہ کے سلسلہ میں تشریف لے گئے تھے۔ اگلے دن ملاقات کا طے ہوا۔

وفاق المدارس کے نائب ناظم حضرت مولانا عبدالرشید صاحب ایک کام کے سلسلہ میں ملتان تشریف لے گئے تھے۔ رات گئے قاری ہارون صاحب کے ہاں جاکر آرام کیا۔ وہاں پر پہنچتے پہنچتے حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی کو بخار ہوگیا۔ ان کے بخار ہوتے ہی جو مجھ پر گزری اس سے اندازہ ہوا کہ مولانا کی محبت نے میرے دل میں کتنا گھر کیا ہوا ہے۔ بہت ہی صاحب درد بزرگ رہنما ہیں۔ پورا ہفتہ وقت نکال کر در در پھرنا کون کرتا ہے۔ یہ محض ان کی محبت اور کاز سے بے پناہ محبت کی دلیل ہے۔

۱۰ر دسمبر بروز جمعہ

فقیر نے جمعہ حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی کی مسجد میں پڑھایا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا جمعہ مولانا محمد طیب صاحب نے اسلام آباد میں رکھا۔ جمعہ سے فراغت کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد ہارون الرشید صاحب نے دارالعلوم راجہ بازار میں جاکر حضرت صاحبزادہ مولانا اشرف علی صاحب، حضرت مولانا عبدالمجید ندیم شاہ صاحب، کے گھر ان کا دعوت نامہ پہنچایا۔ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی نے تحریک اسلامی کے قائد جناب علامہ ساجد حسین نقوی سے ملاقات کے لئے فرمایا۔ آپ اس وقت بہت دور تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا دعوت نامہ میرے دفتر پہنچادیں۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ اب تقریباً دعوت نامے پہنچانے کا عمل مکمل ہوا۔

۱۱ر دسمبر

کو مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ہارون الرشید، مولانا مفتی محمد اویس نے فہرستوں کی تکمیل کی۔ انہیں کمپوز کیا۔ ہوٹل میں جاکر اس کا جائزہ لیا۔ فقیر نے آج مانسہرہ بعد از مغرب کانفرنس میں شرکت کرنا تھی۔ اس کے لئے

جناب عبدالرؤف روفی اور یاسر خٹک نے سواری بھجوائی۔ رات وہاں جامع مسجد ناڑی میں بہت بڑی کانفرنس ہوئی۔ حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب صدر تھے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مہمان خصوصی۔ ضلع مانسہرہ وایبٹ آباد کی پوری دینی قیادت جمع تھی۔ عشاء دیر سے کانفرنس ختم کر کے پڑھی۔

۱۲ر دسمبر

کو اگلے دن ۱۱ بجے پرل کانٹی نینٹل میں مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا پیر عبدالخالق بھرچونڈی شریف، حضرت مولانا فضل الرحمٰن، حضرت مولانا محمد خان شیرانی، مولانا ابوالخیر محمد زبیر، جناب سید منور حسن، جناب قاضی مظہر حسین، جناب مفتی منیب الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ہارون الرشید، پروفیسر ساجد میر، جناب سید علامہ ساجد حسین نقوی، جناب حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا عبدالمالک خان، مولانا محمد یاسین ظفر جامعہ سلفیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا پیر عتیق الرحمٰن میزبان تھے۔ بھرپور اجلاس ہوا۔ اس میں طے ہوا کہ ناموس رسالت کی اس تازہ جدوجہد کے لئے پلیٹ فارم کا نام ''تحریک ناموس رسالت'' ہوگا۔ اس کے کنوینز حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب ہوں گے۔ ۷ حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی:

۱......مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، ۲......مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب، ۳...... جناب لیاقت بلوچ صاحب، ۴......مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب، ۵...... جناب محمد شفیق پسروری صاحب، ۶...... جناب سکندر عباس صاحب، ۷......مولانا محمد شریف صاحب سرکی۔

اس کمیٹی نے آئندہ کا لائحہ عمل طے کر کے ۱۵ر دسمبر کی آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں پیش کرنا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا جو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب طے کر کے تشریف لائے تھے۔ سب سے زیادہ مؤثر گفتگو بھی آپ کی ہوئی اسی کا اعلان ہوگیا اور سب سے آخری بیان بھی آپ کا ہوا۔ آج صبح ہی حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی جناب عتیق الرحمٰن صاحب کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے تھے۔ ۱۲، ۱۳ کو جمعیت علمائے اسلام پنجاب کی عاملہ کا اجلاس تھا۔ وہ صبح سے لاہور تشریف لے گئے۔ ہم مغرب کے قریب روانہ ہوئے تو رات گئے لاہور حاضر ہوئے۔

جمعیت علمائے اسلام کی کانفرنس

۱۳ر دسمبر دن گیارہ بجے عامر ہوٹل لاہور نزد سیشن کچہری میں جمعیت علمائے اسلام (س) کے مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی نے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس طلب کر رکھی تھی۔ اس اجلاس میں انہوں نے جماعتوں کے صدور کی بجائے سیکرٹری جنرل حضرات کو دعوت دی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور فقیر کو حکم فرمایا کہ مجلس کی نمائندگی کریں۔ لاہور پہنچے تو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے پروگرام یہ ترتیب دیا کہ مولانا شجاع آبادی صاحب اور فقیر اجلاس میں شرکت کریں۔ وہ

خودنشرواشاعت سے متعلق جوامور تھے۔ وہ نبٹالیں۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ پھر پورا جلاس تھا۔ اجلاس کے آخر پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بھی تشریف لائے اور پالیسی خطاب فرمایا۔ یہاں بھی یہی فیصلہ ہوا کہ تمام فیصلوں کا ۱۵ردسمبر کی آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں اعلان کیا جائے گا۔ یوں اللہ رب العزت نے کرم فرمایا کہ ۱۲ردسمبر کی اے پی سی راولپنڈی اور ۱۳ردسمبر کی اے پی سی لاہور میں یہی اعلانات ہوئے کہ تمام فیصلوں کا اعلان ۱۵ردسمبر کی کانفرنس میں ہوگا۔ اس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی میزبانی میں ہونے والی کانفرنس اسلام آباد بہت اہمیت اختیار کرگئی۔

۱۳ردسمبر کی شام کو مولانا محمد اسماعیل، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ہارون الرشید اور فقیر راولپنڈی کے لئے روانہ ہوئے۔ رات گئے وہاں حاضر ہوئے۔ ۱۴ردسمبر کا دن باقی تھا۔ اگلے دن کانفرنس ہونا تھی۔ اس لئے ۱۴ردسمبر تمام انتظامات کو آخری شکل دینا تھی۔ آج معلوم ہوا کہ حضرت مولانا عبدالسلام حضرو والوں کو دعوت نامہ نہیں جاسکا تو حضرت مولانا محمد زاہد وسیم کو بھیجا۔ انہوں نے جاکر حضرو آپ کو دعوت نامہ دیا۔

۱۴ردسمبر کو ۲ بجے اسلام آباد پریس کلب میں پریس کانفرنس رکھی۔ مولانا عبدالغفور حیدری نے پریس کانفرنس سے خطاب کرنا تھا۔ پریس کلب پہنچ کر مولانا رشید احمد لدھیانوی نے بتایا کہ جناب احمد سعید کاظمی اور جناب اعظم خان سواتی کو حکومت نے وزارتوں سے سبکدوش کردیا ہے۔ اس نئے بحران پر غور وفکر کے لئے جمعیت علماء اسلام کے سینٹ وقومی اسمبلی کے ممبران کا اجلاس ہورہا ہے۔ حضرت حیدری صاحب تو تشریف نہ لاسکیں گے۔ چنانچہ مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا ظہور احمد علوی، جناب ڈاکٹر عتیق الرحمٰن صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ وہاں سے فارغ ہوکر سب شرکائے کانفرنس نے جامعہ محمدیہ میں حضرت مولانا ظہور احمد علوی کے ہاں عصر کی نماز پڑھی۔ جامعہ محمدیہ کے شیخ الحدیث یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب کی فقیر نے زیارت کی۔ آپ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اور یہاں پر اگلے دن کی کانفرنس کے لئے مشاورت ہوئی۔ راولپنڈی جاتے جاتے مغرب ہوگئی۔ مولانا رشید صاحب سے فون پر معلوم کیا کہ کیا ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جمعیت نے وفاقی وزارتوں سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

آج ۱۴ردسمبر کی شام کو ۷رکنی کمیٹی کا اسلام آباد میں حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب نے اجلاس طلب کررکھا تھا۔ رات ۹ بجے وہاں حاضری ہوئی۔ یادگار اسلاف مولانا عبدالستار تونسوی کے پوتے مولانا محمد طیب صاحب اپنے ہمراہ وہاں لے گئے۔ آج اس کے اجلاس میں سوائے مولانا عبدالرؤف فاروقی کے تمام ممبران شامل ہوئے۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور راقم کو خصوصی طور پر مولانا صاحبزادہ محمد زبیر نے حکم فرمایا۔ رات ساڑھے ۱۱ بجے تک اجلاس جاری رہا۔ فیصلوں کو آخری شکل دی گئی۔ جس پر اگلے روز قائدین نے غور کرنا تھا۔

آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس

۱۵ردسمبر کو تقریباً ۹ بجے مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد طیب، مولانا زاہد وسیم، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اویس (بمع اپنے مدرسہ کے اساتذہ وطلباء کے جنہوں نے ڈیوٹی دینا تھی) مولانا ہارون الرشید، مولانا رشید احمد

لدھیانوی، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، جناب محمد افضل سالار جمعیت علمائے اسلام بمع اپنے رضا کاروں کے تشریف لائے۔ مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا قاری احسان اللہ ہزاروی، مولانا تاج محمد، مولانا عبدالمجید ہزاروی اور دیگر معاونین ومنتظمین نے مل کر نشستوں کی ترتیب اور ان پر کارڈ رکھنے کا عمل مکمل کیا۔ اتنے میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان مولانا محمد امجد خان تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کیا۔ بہت سی ترتیب نو قائم کی۔ اتنے میں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حضرت مولانا عبدالغفور حیدری تشریف لائے۔ انہوں نے نظم سنبھالا۔ لیجئے! اب مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ جوں ہی مہمانان گرامی تشریف لاتے گئے اپنی سیٹوں پر تشریف رکھتے گئے۔ ساڑھے دس بجے سے قبل مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ کوئی پونے گیارہ بجے کے قریب حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری نے نقابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اپنی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب نے قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھے۔ صدر اجلاس مولانا فضل الرحمٰن تھے نے اجلاس کی غرض وغایت بیان فرمائی۔

شرکاء کے اسمائے گرامی جماعتوں کے حوالہ سے پیش خدمت ہیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ نجیب احمد، صاحبزادہ سعید احمد، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا قاری محمد یٰسین۔
جمعیت علمائے اسلام	صدر اجلاس مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد امجد خان، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا عتیق الرحمٰن۔
جمعیت علمائے پاکستان	مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، مولانا نقشبندی، جناب حامد رضا بھٹی اور دیگر۔
جمعیت علمائے اسلام	مولانا سمیع الحق، مولانا حامد الحق، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا سید محمد یوسف شاہ
جماعت اسلامی	جناب قاضی حسین احمد، جناب سید منور حسن، جناب لیاقت بلوچ، جناب میاں محمد اسلم
مرکزی جمعیت اہل حدیث	حضرت مولانا عبدالعزیز حنیف، جمعیت اہلحدیث حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری۔
جمعیت علمائے اسلام	مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا عبدالشکور نقشبندی
تحریک اسلامی	جناب علامہ سید ساجد حسین نقوی ودیگر
اہل سنت والجماعت	جناب مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں ودیگر
مجلس احرار اسلام	جناب مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث، مجلس احرار اسلام جناب عبداللطیف چیمہ، جناب حافظ محمد یوسف احرار
مرکزی جماعت اہل سنت	حضرت پیر عبدالخالق سجادہ نشین بھرچونڈی شریف، صاحبزادہ محبوب الرسول ودیگر
وفاق المدارس	حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا مفتی محمد طیب فیصل آباد، مولانا انوار الحق حقانی۔

مشائخ	مولانا صاحبزادہ امین الحسنات بھیرہ شریف، مولانا قاضی ارشد الحسینی۔
جامعہ اشرفیہ لاہور	صاحبزادہ مولانا محمد اسعد عبید صاحب۔
شریعت کونسل	حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، حضرت مولانا زاہد الراشدی۔
اتحاد اہل سنت	حضرت مولانا محمد الیاس گھمن۔
اقراء روضۃ الاطفال	حضرت مولانا مفتی خالد محمود، مولانا مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خانؒ، جناب شبیر احمد صاحب ودیگر حضرات۔
جماعت الدعوہ	حضرت حافظ سعید، جناب مولانا امیر حمزہ، قاری محمد یعقوب ودیگر حضرات۔
شخصیات	مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا صاحبزادہ عبدالخبیر آزاد، مولانا عبدالغفار لال مسجد، مولانا قاری احسان اللہ ہزاروی، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا مفتی ظفر اقبال۔
اتحاد العلماء	حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب۔
تحریک اسلامی	جناب عاکف سعید صاحب ودیگر حضرات۔
منہاج القرآن	جناب سید فرحت حسین شاہ، جناب مولانا علی غضنفر کراروی۔
مسلم لیگ (ق)	جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب سابق وزیراعظم پاکستان، سندھ وبلوچستان کے دو سابق وزرائے اعلیٰ ودیگر مرکزی قائدین
مسلم لیگ (نون)	ڈاکٹر چوہدری طارق فضل ایم این اے۔
مسلم لیگ (ضیاء الحق)	جناب اعجاز الحق سابق وفاقی مذہبی امور۔
اشاعت التوحید	حضرت مولانا عبدالسلام حضرو۔ صاحبزادہ مولانا امان اللہ صاحب جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار۔

ان کے علاوہ اتنی اہم شخصیات تھیں کہ سبحان اللہ۔ کسی کا نام رہ گیا ہو تو اللہ رب العزت معاف فرمائیں۔ عمداً کسی مدعو کا نام ترک نہیں کیا۔ جو غلطی سے رہ گیا ہو احباب معاف فرمادیں کیا کیا خطابات ہوئے۔ وہ موقعہ پر جستہ جستہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی قلمبند کرتے گئے۔ جو یہ ہیں۔ ان میں بھی جو نام رہ گیا ہو اس کی معذرت۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی جگہ فقیر کئے دیتا ہے۔ امید ہے کہ کوئی نام نہیں رہا ہوگا۔ اجلاس کے آغاز سے اجلاس کے اختتام تک پوری کاروائی کو جم کر لکھنا۔ کارے دوارد کوئی نام رہ گیا ہو تو معاف فرمادیں۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر، صدر اجلاس، مولانا فضل الرحمٰن نے فرمایا:

ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شکر گزار ہیں کہ اس نے امت کو مجتمع کرنے اور امت کی صفوں کو درست کرنے کی دعوت دی۔ میں مجلس کی طرف تمام شرکاء کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مجلس کے مرکزی امیر

صدارت فرماتے۔لیکن ان کے حکم سے مجھے یہ اعزاز بخشا گیا۔ میں مولانا ابوالخیر کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے کراچی میں اس کام کا آغاز کیا۔مولانا نے فرمایا کہ حکومت تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو تبدیل یا ختم یا غیر مؤثر کرنا چاہتی ہے۔اس سے قبل پیر عبدالخالق بھرچونڈی شریف نے بھی کانفرنس رکھی۔جس میں تجاویز مرتب کرنے کے لئے کمیٹی قائم کی گئی۔کمیٹی نے تجاویز پیش کیں۔انہیں حتمی شکل دی گئی اور ایک مکمل پروگرام ترتیب دیا گیا اور دنیا کو پیغام دیا جائے گا کہ اسلامیان پاکستان ان کے ایجنڈے کے سامنے بند باندھیں گے۔مغرب کا ایجنڈا یہ ہے کہ دینی ومذہبی تبلیغ وترویج اور تعلیمات دینے والے اداروں کا کردار ختم کردیا جائے۔مغرب نے جہاد کو دہشت گردی کا نام دے دیا ہے۔دینی مدارس کا وجود اور کردار کا خاتمہ یا غیر مؤثر بنانا ان کا ایجنڈا ہے۔

اسلامی تہذیب کا خاتمہ اور مغربی تہذیب کا رواج اس کا حصہ ہے اور سوسائٹی کو مغرب کے معیار پر لانا اس کا اہم حصہ ہے۔جب دین کی اساس محفوظ نہیں رہے گی تو دین بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا۔حضرت جبریل کا کردار مشکوک بنانے کی کوشش، معجزات سے انکار، چونکہ وہ پیغام کو نہیں جھٹلا سکے۔لہٰذا پیغام رساں کی ذات پر طعن وتشنیع کیا جائے۔رسول اللہ ﷺ ہیں تو آپؐ کے آداب بھی ہیں۔مغربی دنیا امت کو تقسیم کرنا چاہتی ہے۔امت میں دیوبندی، بریلوی، مقلد وغیر مقلد، سنی وشیعہ کے عنوان سے افتراق وانتشار اور تقسیم کیا جارہا ہے۔جب کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہمیں اکٹھا کررہی ہے۔ہمیں رسالت کی ضرورت پر لبیک کہنا چاہئے۔کیونکہ وحدت کا وہی نقطہ ہے۔آج اللہ پاک نے موقع دیا ہے کہ اس موضوع کی اہمیت سمجھیں اور دنیا کو پیغام دیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کے خلاف کوئی طعن برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جمعیت علماء پاکستان کے صدر ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کمیٹی کی تجاویز پیش کیں۔انہوں نے کہا کہ حکرانوں کے عزائم سامنے آچکے ہیں۔ضرورت اس بات کی تھی کہ پوری امت متحد ہوکر ناموس رسالت کا تحفظ کرے۔چنانچہ تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں نے مل بیٹھ کر درج ذیل تجاویز پاس کیں۔

☆ ...... ۲۴؍دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے ہوں گے۔

☆ ...... ۳۱؍دسمبر کو مکمل ہڑتال کی جائے گی۔

☆ ...... ۹؍جنوری کراچی میں مرکزی احتجاجی جلسہ ہوگا۔جس میں مرکزی قائدین شرکت کریں گے۔

☆ ...... ۹؍جنوری کو اگلا پروگرام طے کیا جائے گا۔

پاکستان مسلم لیگ ق کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا کہ میری خوش نصیبی ہے کہ اس عظیم کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔اس ملک میں حضور ﷺ کی عزت وناموس پر حرف نہیں آنے دیا جائے گا۔میں، میرا خاندان، میری پارٹی اس محاذ پر آپ کے ساتھ ہیں۔میرے والد محترم نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔انہوں نے کہا نہ تو اس قانون کو ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ترمیم قبول کی جائے گی۔قانون کو ختم کرنے کی ناپاک سازش کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ہم پارلیمنٹ میں اس قانون کا مکمل تحفظ کریں گے۔میں تمام تجاویز کی تائید کرتا ہوں اور پروگراموں میں شرکت کریں گے۔

جماعت الدعوہ کے سربراہ حافظ محمد سعید نے کہا کہ یہ اجلاس قابل مبارکباد ہے۔ختم نبوت کی تحریک سے آئین میں ترمیم ہوئی۔ ناموس رسالت کا قانون علماء کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ کفر و اسلام کی جنگ جو مغرب نے چھیڑی ہے۔ جہاد کو ختم کرنے کے لئے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مغرب کے دباؤ کی وجہ سے یہ قانون تبدیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اگر متحد ہو کر اس مسئلہ پر کھڑے ہوئے ہیں تو باقی تمام مسائل بھی حل ہوں گے۔ اگر آج ہم کوتاہی کریں گے تو اگلا مسئلہ ختم نبوت کا ہوگا۔ حقیقی اتحاد قائم کیا جائے۔ میڈیا غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ علماء کرام کا پینل تشکیل دیا جائے جو میڈیا پر پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا جواب دے۔

پاکستان مسلم لیگ (ض) کے سربراہ جناب اعجاز الحق نے کہا میں تجاویز کی بھی تائید کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سوچی سمجھی سازش کے تحت طے شدہ مسائل کو متنازعہ بتایا جارہا ہے۔ تحفظ ناموس رسالت سمیت تمام اسلامی قوانین کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی جارہی ہے اور پیسہ بھی خرچ کیا جارہا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بھرپور طریقہ کار وضع کیا جائے۔ باقی معاملات پر پابندی ہے۔ لیکن حضورؐ کے خلاف بات کو آزادی رائے کا اظہار کہا جاتا ہے۔ انہوں نے تجاویز کے ساتھ مکمل اتفاق کا اعلان کیا۔

تنظیم اسلامی کے سربراہ جناب عاکف سعید نے کہا کہ ۶۵ سال تک شریعت سے بغاوت کا ارتکاب کیا گیا۔ ہماری تنظیم اس سلسلہ میں آپ کے ساتھ ہے۔ ان تمام پروگراموں میں شرکت کریں گے۔ مرکزی جماعت اہل سنت کے سربراہ پیر عبدالخالق آف بھرچونڈی شریف نے کہا کہ میں تجاویز کی تائید کرتا ہوں۔

مسلم لیگ (ن) کے ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (M.N.A) نے کہا کہ میں منتظمین کانفرنس کا شکر گذار ہوں۔ ملک میں قائم ہونے والی فضا ایک چیلنج ہے۔ لیکن ناموس رسالت کا مسئلہ امت میں نقطہ اتحاد ہے۔ پاکستانی قوم ایک غیرت مند قوم ہے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ (ن) آپ کے ساتھ ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر مولانا انوار الحق نے کہا کہ وفاق المدارس سے متعلق پندرہ ہزار سے زائد مدارس اس سلسلہ میں آپ کے ساتھ ہیں۔

رابطۃ المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا عبدالمالک خاں نے کہا کہ اس پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ رابطہ کے تمام مدارس آپ کے ساتھ ہیں۔

اخبار فروش یونین کے صدر ٹکا خاں نے کہا کہ والی دوجہاںؐ کی ذات گرامی کے لئے ضرورت پڑی تو میں پہلی گولی کھانے کے لئے تیار ہوں۔ اٹھارہ کروڑ عوام اس سلسلہ میں آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب مہتاب عباسی ایڈیٹر روزنامہ اوصاف نے کہا کہ میں سب سے پہلے آپ لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج کل میڈیا پر این جی اوز کے افراد ایسے دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان کا مقابلہ ہر محاذ پر کرنا چاہئے۔ میں اور میرا ادارہ فرنٹ لائن پر ہوں گے۔

منہاج القرآن علماء کونسل کے سید فرحت حسین شاہ نے کہا کہ ٹی وی چینلز کا بھرپور جواب دینا چاہئے۔ ادارہ منہاج القرآن اس تحریک میں آپ کے شانہ بشانہ ہے۔

مجلس احرار اسلام کے راہنما مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاری نے فرمایا۔ عظیم تر مقصد کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مؤقر اجلاس انعقاد پذیر ہے۔ اس اعلیٰ ترین مقصد کے لئے جو تجاویز پیش فرمائی گئیں۔ اس کی تائید کرتے ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں کسی وقت اپنے مؤقف سے باز نہیں آسکتیں تو ہم اپنے مؤقف سے پیچھے کیوں ہٹیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کو کھل کر میدان میں آنا چاہئے۔ بے شمار اختلافات کے باوجود امت مسلمہ کے لئے حضور ﷺ کی ذات گرامی باعث اتحاد ہے۔

میڈیا کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے ہم حاضر ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ گستاخ رسول کی سزا چودہ سو سال سے سزائے موت چلی آرہی ہے۔ جس میں کسی صورت میں تغیر وتبدیلی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ الیکٹرانک میڈیا کے لئے ٹیم تشکیل دی جائے۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی صدر اہل سنت والجماعت نے فرمایا کہ جو تجاویز اور پروگرام دیئے گئے ہیں۔ اس اہم عنوان پر کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ لانگ مارچ کی کال اور پارلیمنٹ کا محاصرہ کرنے کی کال بھی دی جائے۔ وزیراعظم جو خیر سے سید ہیں اس عنوان پر وہ پیغمبرؐ کے ساتھ ہیں یا امریکہ کے ساتھ ہیں۔ انہیں وضاحت کرنی ہوگی۔ گورنر پنجاب کو وقت دیا جائے۔ بعد میں معزولی کے احتجاج کا اعلان بھی کرنا چاہئے۔ یہ اتحاد اتنا مضبوط ہونا چاہئے جو حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے۔

جناب قاضی حسین احمد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد تازہ کردی۔ جو تمام مکاتب فکر کو ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کو مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ دین اور سیاست سے علیحدگی اختیار نہیں کی جاسکتی۔

انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کا تقاضا پورے نظام کو آپؐ کے فرامین مبارکہ کے تابع کرنا چاہئے۔ کافرانہ نظام کے خلاف جدوجہد اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ یہی ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا تقاضا ہے۔ اسی طرح نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی کوشش کرنی چاہئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق سکندر نے فرمایا کہ آج کا یہ اجتماع اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم ایک امت ہیں۔ علماء کرام امت میں اتحاد واتفاق پیدا کریں۔ قادیانیت کے مسئلہ میں امت کے اتحاد نے حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔ آج بھی انشاء اللہ العزیز امت کا اتحاد انہیں مجبور کردے گا۔ حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ وہ بھی مسلمان ہیں اور حضور ﷺ کی شفاعت کے متمنی ہیں۔ تو واضح اعلان کردیجئے کہ اس قانون کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ میڈیا والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ برائی کا تعاون کرنا برائی ہے۔ لہٰذا وہ توہین رسالت کرنے کو ہلہ شیری نہ کریں۔

تحریک اسلامی کے قائد علامہ ساجد نقوی نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت نے مثبت سوچ رکھنے والوں کو اکٹھا کیا ہے۔ لائق تبریک ہے۔ یہ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم ان کا راستہ روکیں گے۔ کچھ واقعات کو بہانہ بنا کر قانون ختم کرنے کے لئے تو آغاز کیا جارہا ہے۔ ہمیں مذاکرات

کے لئے دروازہ کھلا رکھنا چاہئے۔ اگر حکمران وعدہ کریں کہ قانون میں ترمیم و تنسیخ نہیں کریں گے تو تحریک کی ضرورت نہ رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمام تجاویز کی حمایت کرتے ہیں۔

مولانا عبدالعزیز حنیف سنیئر نائب صدر مرکزی جمعیت اہل حدیث نے مجلس کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس احتجاج کا یقیناً کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور نکلے گا۔ ان تمام پروگراموں میں مرکزی جمعیت اہل حدیث (ساجد میر) ہراوّل دستہ کا کردار ادا کرے گی۔ علماء اسلام آباد نے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ پوری امت کا اتحاد لائق تبریک ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوشش میں یہ حضورﷺ کا اعجاز ہے۔ پوری کوشش کی جارہی تھی کہ امت ٹکڑیوں میں بٹ جائے۔ لیکن حضورﷺ نے ہمیں اکٹھا کر دیا۔ پارلیمنٹ کو، عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ ناموس رسالت کے خلاف کوئی فیصلہ دے۔ اصل مسئلہ اسلامی تشخص کو مٹانا ہے۔ ہماری پالیسیاں ہماری نہیں ہم استعمار کے غلام ہیں۔ مغربی ایجنڈا ناکام ہوگا۔ حکومت ناکامی کے کنارے پر پہنچ چکی ہے۔ اگر حکمرانوں نے کوئی ایسا فیصلہ کیا تو حکومت کا آخری دن ہوگا۔ پوری امت کا مغز جمع ہے۔ استعماری قوتوں کی سازشوں کا توڑ پیدا کیا جائے۔

جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسن نے کہا کہ یہ تیسری چوتھی کانفرنس ہے۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس بزم کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ میڈیا کی بحثوں اور مکالموں میں مدلل گفتگو ضروری ہے۔ پروپیگنڈہ کے حوالہ سے اعداد و شمار جمع کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۸۶ء سے لے کر اب تک ۹۶۴ مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۴۷۹ مسلمانوں کے خلاف درج ہوئے۔ ۳۴۰ کا تعلق قادیانیوں سے ہے۔ ۱۱۹ کا تعلق عیسائیوں سے ہے۔ ۱۴ کا ہندوؤں سے ہے۔ ۱۰ دیگر مذاہب سے تھا۔ کسی بھی کیس میں آج تک سزا نہیں دی گئی۔ تجاویز کو ری ایڈٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ حکمت عملی کے بارہ میں سوچنا چاہئے۔ میدان عمل میں اترنے کا یہی وقت ہے اور تحریک پرامن، دیرا اور دور تک چلنی چاہئے۔

حضرت مولانا سلیم خان نے دعا کے ذریعہ پہلی نشست کا اختتام کیا۔ دوسری نشست بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اعلامیہ پیش کیا۔ (جو قاری صاحب کے مضمون میں شامل جو شریک اشاعت ہے) آخر میں مولانا فضل الرحمٰن نے پریس بریفنگ میں کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان کیا۔

ناموس رسالت کے تحفظ کی جنگ ہر فورم پر لڑی جائے گی۔ حکمران اپنے مؤقف کا واضح اعلان کریں۔ ورنہ ذلت آمیز انجام کے لئے تیار ہو جائیں۔ تحریک ناموس رسالت کے مرکزی کنونئر ڈاکٹر محمد زبیر ہوں۔ مرکزی کمیٹی، صوبائی، ضلعی اور مقامی سطح پر کمیٹیاں قائم کرے گی۔

پورے ملک میں ۲۴ ردسمبر کو احتجاج ہوگا اور مظاہرے کئے جائیں گے۔ ۳۱ ردسمبر و ملک بھر میں عام ہڑتال کی جائے گی۔ ۹ رجنوری کو کراچی میں فقید المثال مظاہرہ ہوگا اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ ناموس رسالت کے قانون میں تبدیلی کی کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔ پارلیمنٹ کے فلور پر ان کا بھرپور تعاقب کیا جائے۔ تمام تاجر برادری سے اپیل ہے کہ وہ آج کے اس نمائندہ احتجاج کی اپیل پر لبیک کہیں اور ۳۱ ردسمبر کو شٹر ڈاؤن کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے اختتامی دعاء فرمائی۔

مقام صحابہ کرامؓ اور مرزائیوں کی حرکتیں!

محمد رحمت اللہ

امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ اس کائنات میں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی تربیت فرمودہ جماعت جن کو صحابہ کرامؓ کے مقدس اور محترم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ باعتبار جماعت اور طبقہ کے، انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے معزز اور مکرم ہیں۔ جن میں ان کا کوئی سہیم وشریک یا مقابل نہیں۔ یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ بعد میں آنے والے جملہ حضرات چاہے تابعین ہوں یا تبع تابعین، مشائخ ہوں یا اولیاء کاملین، محدثین ہوں یا مفسرین، علماء ظاہرہ ہوں یا باطنہ۔ سارے مل کر بھی اس مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ جس مقام پر سید الاوّلین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی صحبت پانے والے خوش نصیب صحابیؓ ہوتے ہیں۔ چاہے یہ صحبت ان کو چند لمحات کے لئے نصیب ہوئی ہو۔

الاصابہ میں مذکور ہے کہ: ’’انهم كافة افضل من جميع الخالفين بعد هم (الاصابة فى تمييز الصحابة لابن حجر ص ۱۰ ج ۱) ‘‘یعنی صحابہ کرامؓ اپنے بعد میں آنے والے تمام ہی (طبقوں) سے افضل ہیں۔ اس پر آگے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ’’هذا مذهب كافة العلماء من يعتمد قوله (منه) ‘‘کہ یہ تمام ہی قابل اعتماد علماء کا مسلک ومذہب ہے۔ پھر ان صحابہ کرامؓ میں کوئی صحابیؓ اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جو مقام اللہ پاک نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو عطا فرمایا ہے۔ قرآن کریم نے ’’ثانی اثنین ، اذهما فى الغار ‘‘اور ’’لصاحبه ‘‘کا اعزاز اسی عظیم ذات کو عطا فرمایا تھا اور خود حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی شان میں ارشاد فرمایا کہ: ’’افضل هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ‘‘یعنی اس امت میں اس کے نبی (ﷺ) کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امام ترمذیؒ نے حضرت سالم بن عبیدؓ سے نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں جب یہ حکم فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہہ دو کہ نماز پڑھائیں اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو پائیں گے بھی کہ نہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے مثلاً حضرت عمرؓ جو قوی القلب ہیں ان کو کھڑا کر دیا جائے۔ تو آپ ﷺ نے صراحۃً حکم فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی امامت فرمائیں۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی وفات رسول اللہ ﷺ)

اسی لئے صحابہ کرام حضور پاک ﷺ کی موجودگی میں ہی حضرت ابوبکرؓ کو سب سے افضل سمجھتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت موجود ہے کہ: ’’لا نعدل بابى بكر احداً ثم عمر ثم عثمان ‘‘ ترجمہ:...... ’’ہم لوگ (صحابہ کرامؓ اپنی جماعت میں) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے برابر یا مقابل کسی اور کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کا درجہ مانتے تھے۔ ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ پھر ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو بڑا مانتے تھے۔ ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔‘‘ جس سے امت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس امت میں سب سے بڑے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمان ذی النورینؓ اور اس کے بعد حضرت علی

کرم اللہ وجہہ۔ ان کے بعد دیگر صحابہ کرامؓ پھر تابعین پھر تبع تابعین رحمتہ اللہ علیہم۔

ایک طرف امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے جو تفصیل کے ساتھ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ دوسری طرف مرزائیوں کا عقیدہ اور معمول ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ لکھتے ہوئے نہیں شرماتے۔ بھلا یہ منہ اور مسور کی دال۔ کیسی جرأت بے جا ہے۔ پھر بعد میں جب پکڑ ہوتی ہے تو تاویلات کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت پر جب گرفت ہوئی تو ظلی بروزی اور مثل ومثیل کے چکر دینے لگے۔ اسی سلسلے کا ایک نمونہ مرزائیوں کا حال ہی میں شائع شدہ وہ اشتہار ہے جو ۲۶/۲۷/۲۸ر دسمبر ۲۰۰۹ء کو قادیان میں منعقد ہونے والے جلسہ کے پروگراموں پر مشتمل ہے۔ اس اشتہار میں درج پروگراموں کی فہرست میں ۸ر پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

’’سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم (سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وسیدنا حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ)‘‘ (اشتہار مذکور)

ذرا غور کیجئے مرزائیوں کی اس حرکت پر۔ پہلا ظلم تو یہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا دیا۔ جو ناممکنات میں سے ہے۔ کہاں نبی کا مقام اور کہاں پنجاب ریاست کے ضلع گورداسپور کے علاقہ قادیان میں رہنے والا مرزا غلام احمد؟ جس کی حیثیت یہ کہ وہ انگریزوں کی سلطنت میں عدالت میں عرائض نویس کے مقام سے بھی گیا گزرا تھا۔ (دیکھئے خود مرزا قادیانی کے بیٹے کی لکھی ہوئی اپنے باپ کی داستان زندگی ’’سیرت مہدی‘‘)

پھر مزید ظلم یہ کہ اس کے ساتھیوں یا جانشینوں کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے الفاظ۔ یہ کیسی گستاخی ہے۔

مرزا قادیانی کا پہلا جانشین حکیم نورالدین ہوا۔ حکیم نورالدین کو یہ لوگ کون سا مقام دے رہے ہیں۔ اس اشتہار اور اس جیسی تحریروں میں ظاہر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا حکیم نورالدین صحابی ہے؟۔ صحابی کون ہوتا ہے؟۔ پھر مرزائیوں کا ایک بڑا طبقہ دعویٰ کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ ہم اس کو نبی مانتے ہیں۔ بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ کیا مجدد کا ساتھی صحابی ہوتا ہے؟۔ پھر ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کی اصطلاح کس کے لئے استعمال ہوتی ہے؟۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام سے برابر حکیم نورالدین کا نام۔ یہ کیسی توہین اور خباثت ہے۔

اس جیسی حرکتوں پر قلبی تکلیف کا ہونا لابدی وبدیہی ہے۔ اس لئے کہ عقائد وکلام کی کتابوں میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ درج ہے کہ: ’’ونحب اصحاب رسول اللہ ﷺ‘‘ ترجمہ:...... ’’ہمارے عقائد میں سے یہ بات ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔‘‘

اور ہم اس کی دلیل میں اللہ کے پاک کلام کو پیش کرتے ہیں کہ ’’یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین (المائدہ)‘‘ ترجمہ:...... ’’جس سے اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) محبت ہوگی اوران کو اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) محبت ہوگی۔ مہربان ہونے وہ مسلمانوں پر اور تیز ہوں گے کافروں پر۔‘‘

اس لئے کہ اللہ کا ہر محبوب مخلوق کا محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان کی محبت حضور ﷺ کی محبت کے آثار میں سے ہوتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم‘‘ ترجمہ:...... ’’جو میرے صحابہؓ سے محبت کرتا ہے وہ میری ہی محبت کی بنا پر ان سے محبت کرتا

ہے اور جوان سے بغض رکھتا ہے وہ گویا مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔''

لہٰذا جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ سے محبت کرے اور یہ ایمان والوں کے لئے ممکن نہیں کہ ان سے محبت نہ کرے۔ (خلاصہ عقیدۃ الطحاوی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں یہ عقیدہ بھی عقائد کی کتابوں میں واضح اور مصرح ہے کہ: ''وافضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیقؓ (شرح عقائد للنسفی)'' حضرت رسول پاک ﷺ کے بعد تمام امت میں افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ ایسی پاکباز اور افضل البشر بعد الانبیاءؑ ہستی کے ساتھ کے ساتھ ایک ایسے شخص کا تذکرہ جو جملہ مسلمین کے نزدیک مرتد اور مرتد پر ایمان لانے والا ہے۔ مدعی نبوت کاذبہ کو نہ صرف ایمان والا بلکہ نبی سمجھتا ہے۔

- ...... حضرت صدیق اکبرؓ کا امتیاز تو قتال مرتدین ہے اور حکیم نورالدین رئیس المرتدین ہے۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ خادم دین محمدی ﷺ ہے اور حکیم نورالدین قاطع طریق محمدی ﷺ ہے۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ جیش اسامہ کو روانہ کرنے والے ہیں اور حکیم نورالدین جیوش اسلامی کے عمل کی منسوخی کا قائل ہے۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کے بعد سالار قافلۂ محمدی ﷺ اور حکیم نورالدین اس قافلہ میں آنے کے بعد محرومی کا شکار ہوا۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ خلوت وجلوت میں محمد عربی ﷺ کے خادم وجانثار اور حکیم نورالدین پر اس دروازے سے راندہ ہونے کی پھٹکار۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے ہر وقت جمال محمدی ﷺ کا دیدار اور حکیم نورالدین پر اس کے بدلے جھوٹے نبی کی دھن سوار۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ کے لئے جنت میں حضور ﷺ کے خلیل ہونے کا پروانہ اور حکیم نورالدین پر ارتداد کی لعنت کا شامیانہ۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ کو غار ثور میں سردار دوجہاں ﷺ کی خدمت کا امتیاز حاصل اور حکیم نورالدین ڈوگرہ راجاؤں کے پیشاب خانے اور تھوک وپیپ کا معالج۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ اپنے یار غار ﷺ کے ساتھ روضہ اقدس میں مسرور اور حکیم نورالدین اور اس کا کاذب نبی وہاں کی حاضری سے بھی محروم۔
- ...... حضرت صدیق اکبرؓ اور ان کے محبوب نبی ﷺ پر وحی لانے والے جبرائیل علیہ السلام اور حکیم نورالدین اور اس کے کذاب مدعی پر شیطانی الہام کرنے والے کا نام ٹیچی ٹیچی۔

دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان کو ایک مقام کیسے دیا جاسکتا ہے؟۔ ایک جگہ کیسے لکھا جاسکتا ہے؟۔ ایسی دل آزار حرکتوں پر جس قدر افسوس کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ یہ معاملہ ایسے لوگوں کے لئے بھی لائق

عبرت ہے جو اپنے زعم وکم علمی کی بنا پر مرزائیوں کو احمدی فرقہ سمجھ کر مضر تصور نہیں کرتے اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلکوں کی طرح احمدیت اور مرزائیت کو بھی ایک مسلک ہی سمجھتے ہیں۔ بھلا جن لوگوں کے ہاں حضرت صدیق اکبرؓ کی کوئی حیثیت نہ ہو جس کو چاہا یہ مقام دے دیا اور ان کے برابر میں لا کر کھڑا کر دیا ان کے ایمان کا ٹھکانہ ہی کہاں ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ!

ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر مرزائی دھوکہ دہی کی پالیسی اختیار نہ کرتے۔ وہ اپنے مذہب کا الگ نام رکھ لیں۔ جس کو وہ نبی یا اوتار سمجھتے اور مانتے ہیں اس کو کوئی بڑے سے بڑا عہدہ دے دیں۔ کوئی عالیشان نام اس عہدے کے لئے تجویز کریں۔ اس کے ساتھیوں کے لئے خوبصورت الفاظ وضع کریں۔ اس کے ماننے والوں کو جو چاہیں کہیں۔ اس کی تعلیمات کو جیسے لقب چاہیں دیں آخر ان کو کیا مجبوری ہے کہ اسلامی اصطلاحات کو اس نئے دین کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

لوگوں نے کتابوں کا نام وید، پران، گرنتھ، بائبل وغیرہ رکھا۔ اوتار، گرو، مسیجر جیسے الفاظ استعمال کئے۔ گرجا، مندر، گوردوارہ جیسی اصطلاحات بنائیں اور اپنی عبادات کو پرائیر، ماس، پاٹ، پوجا سے تعبیر کیا تو دنیا میں کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ نہ ہی کوئی اعتراض کی حاجت پیش آئی۔ اسی طرح ہمارا نیک مشورہ یہ ہے کہ وہ بھی اپنی ملت، عبادت، عبادت گاہ، کتابوں وغیرہ کا اپنے شوق کے مطابق عالیشان نام تجویز کریں۔ آخر ان کے یہاں انگریزی دانوں کی کمی نہیں۔ کیونکہ یہ پودا ہی ان کا کاشت کیا ہوا ہے اور ان کے زعم کے مطابق مرزا قادیانی پر انگریزی میں وحی بھی آئی ہے تو یہ ان کی وحی کی بھی زبان ہے۔ پنجابی ان کی مادری زبان ہے اور یہ زبان مزے دار بھی ہے۔ اس میں بھی اصطلاح وضع کر سکتے ہیں۔ لیکن جب وہ اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنا چاہیں گے تو اسلامی اصطلاحات تو وہی ہوں گی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک احادیث میں پھر صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ کے بعد دعوئے نبوت کرنے والوں کو خود حضور پاک ﷺ نے ''کذابون'' اور ''دجالون'' کا لقب عنایت فرمایا ہے اور قرآن پاک نے ارشاد فرمایا کہ: ''الالعنة الله على الكاذبين ''جس کے نتیجے میں جب بھی مدعی نبوت کو لقب دیا جائے گا تو کذاب علیہ اللعنة یا دجال علیہ اللعنة لکھا جائے گا اور اس پر امت عمل بھی کر چکی ہے۔

اس لئے کتابوں میں مسیلمہ کے نام کا جزء لاینفک کذاب ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اس فریضہ کو انجام دیتے ہوئے اسلامی احکام کی تعمیل کرتے ہوئے مرزا قادیانی علیہ اللعنة کی اصطلاح کو قائم کیا اور اسی قرآن پاک نے: ''ومن يتبدل الكفر بالايمان فقد ضل سواء السبيل ''کے ارشاد کے پیش نظر اسلام سے خارج ہو کر مرزائیت میں جانے والوں کے لئے ضال اور مضل اور آیت: ''ومن يرتدد منكم عن دينه ''کے تحت مرتدین کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لئے متعین ہے۔ اسی طرح ظاہری بات ہے کہ جب صحابہ کرامؓ کے لئے ''رضی اللہ عنہم'' اور بعد والے علماء وصلحاء کے لئے ''رحمتہ اللہ علیہ'' اور ''رحمہم اللہ'' لکھا جائے گا تو مرتدین اور ضالین ومضلین کے لئے علیہ ما علیہ اور خذلھم اللہ اور سودھم اللہ ہی لکھا جائے گا۔

شیخ امین ملتانی کے خیالات وتوہمات!

قیام پاکستان کے بعد روحانیت ومہدویت اور مادیت وجدیدیت کے نام پر یہ فتنہ کبھی ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی شکل میں، کبھی ڈاکٹر خالد مسعود کی شکل میں، کبھی جاوید احمد غامدی کی شکل میں، کبھی عتیق الرحمٰن گیلانی کی شکل میں، کبھی حبیب الرحمٰن کاندھلوی کی شکل میں، کبھی تمنا عمادی کی شکل میں، کبھی محمود احمد عباسی امروہی کی شکل میں کبھی صدیق چن بسویشور کی شکل میں، کبھی مسعود احمد کی شکل میں، کبھی ریاض احمد گوہر شاہی کی شکل میں، کبھی کیپٹن مسعود الدین عثمانی کی شکل میں، کبھی ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی کی شکل میں، کبھی بایزید انصاری ونوربخش کی شکل میں، کبھی یوسف کذاب کی شکل میں، کبھی پیر حاجی محمد عثمان کی شکل میں، کبھی پیر حبیب اللہ آزاد کی شکل میں، کبھی پیر عبدالحق جھنگوی کی شکل میں اور کبھی زید حامد کی شکل میں نمودار ہوا اور دین اسلام کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش ہوئی۔

اب ملتان شریف میں جو پیر صاحب بنام ''امین عبدالرحمٰن'' ظاہر ہوئے ہیں۔ ان کے عقائد ونظریات رفتہ رفتہ سامنے آرہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق شیخ امین ۱۹۹۸ء تک سعودی عرب میں رہے۔ جب سعودی حکومت ان کے خیالات پر مطلع ہوئی تو ان کو پاکستان بھیج دیا۔ شیخ امین پاکستان آکر کچھ عرصہ خاموش رہے۔ پھر پیری مریدی شروع کی اور دوکان چمکنے لگی۔ اب شیخ امین عبدالرحمٰن کے نظریات وخیالات درج ذیل ہیں۔

نظریات امین ملتانی

عقائد اور نظریات کے حوالے سے مبہم ہے۔ آج تک موثق اور بااعتماد ذرائع کے ساتھ جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱...... اس کے بال خلاف سنت پیٹ تک ہیں۔

۲...... کہتا ہے کہ میں براہ راست رسول پاک علیہ السلام سے فیض حاصل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے سب کچھ سرکار علیہ السلام کو دے رکھا ہے۔ میں ان سے لے کر مخلوق کو دیتا ہوں۔ اس لئے مجھے صحابیت کا شرف حاصل ہے۔

۳...... کبھی یہ بھی کہتا ہے کہ بعض صحابہ کامل ہیں اور بعض صحابہ ناقص ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

۴...... کبھی یہ کہتا ہے کہ ساتویں صدی میں ادریس نامی بزرگ گذرے ہیں۔ میں اس سے فیض لے کر مخلوق کو پہنچاتا ہوں۔ اس لئے اپنے آپ کو ادریسیہ سلسلہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔

۵...... رمضان شریف میں دس رکعت تراویح پڑھتا ہے۔ یہ دس رکعت بھی صرف سورۂ طارق اور سورۂ اعلیٰ میں، دو دو تین تین آیات کر کے پوری کرتا ہے۔

۶...... رمضان میں وتر جماعت سے نہیں پڑھتا۔

۷...... سنن اور نوافل کے شیخ اور اس کے مریدین تارک ہیں۔ (نیا آنے والا کوئی پڑھ لیتا ہے) بعض احباب (مثلاً مولانا عبدالماجد صاحب جو شاہ رکن عالم کالونی کے رہائشی ہیں۔ ایک سال تک شیخ امین کی مجلس میں حاضر رہے ہیں) نے جب یہ سوال کیا کہ شیخ امین اور اس کے مریدین سنن اور نوافل کیوں نہیں پڑھتے۔ تو اس کے مرید خاص احتشام صاحب نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہ نے ان کو معاف کر دی ہیں۔ مولانا نے کہا کہ شریعت نے یہ چیز تو کسی کو معاف نہیں کی۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک کو یہ چیز معاف نہ ہوئی۔ آپ کو کیسے معاف ہوگئی۔ تو احتشام صاحب نے کہا کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے۔ اللہ جل شانہ نے شیخ کو الہام کیا ہے اور ان کو یہ سب چیزیں معاف کر دی ہیں۔

۸...... اس کے اخص الخواص مریدین رمضان میں فجر کی اذان کے بعد بھی کھاتے پیتے رہتے ہیں۔

۹...... اپنی تقاریر میں علماء سے متنفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دین علماء اور کتابوں سے نہیں آئے گا۔ بلکہ میری صحبت میں بیٹھنے سے آئے گا۔

۱۰...... کبھی کہتا ہے کہ سارے فرقے حق ہیں، شیعہ، سنی، بھائی بھائی ہیں اور کبھی سب کو گالیاں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث یہ بڑے خبیث ہیں۔ ان سے بچ کر رہنا۔ کبھی کہتا ہے کہ فلمیں دیکھو، گانے سنو، جو کچھ بھی کرتے ہو کرتے رہو، سب جنتی ہیں۔ کسی کو کچھ نہ کہا کرو۔

۱۱...... نعت خوانی کے دوران کبھی کھڑے ہو کر جھومتا ہے اور تالیاں بجاتا ہے اور نعت خوانی کے دوران نعت خواں ''صلی اللہ علیکم یارسول اللہ وسلم علیکم یا حبیب اللہ'' پڑھتے ہیں۔

۱۲...... لوگوں کی کوشش کے باوجود عقائد اور سلسلہ تصوف کے بارے میں وضاحت نہیں کرتا اور نہ ہی یہ بتاتا ہے کہ کس کا مرید ہے۔

۱۳...... سب سے بڑی کرامت یہ بتلاتا ہے کہ جو مجھ سے تعلق جوڑے گا اس کا کاروبار چمکے گا۔

۱۴...... کبھی مغرب کی نماز اتنی لیٹ کر دیتا ہے کہ عشاء کے وقت میں پڑھتا ہے اور کبھی عشاء کی نماز مغرب کے وقت ہی پڑھ لیتا ہے۔ ایک مرتبہ عشاء کی نماز مغرب کے وقت میں ادا کی اور تین رکعت ادا کی۔ بعض احباب نے ایک مرید سے سوال کیا کہ یہ تو عشاء کی نماز تھی۔ تین رکعت کیوں ادا کی؟ تو مرید صاحب کہنے لگے کہ ہم سب سے تو غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن شیخ صاحب سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے انہوں نے چار ہی پڑھائی ہیں۔ اگر ہمیں تین کا پتہ چلا۔

۱۵...... نماز جماعت سے پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب ان کے مرید کے ساتھ شیخ امین کی مجلس میں گئے۔ عصر کا وقت تھا۔ سب مریدین شیخ کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ جب آخر وقت تک نہ آئے تو مریدین نے اپنی اپنی نماز پڑھ لی۔ مغرب کے وقت میں اعلان ہوا کہ عصر کی نماز شیخ مدینہ منورہ میں پڑھانے گئے تھے۔ اب واپس تشریف لے آئے ہیں۔ لہٰذا مغرب کی نماز خود پڑھائیں گے۔

۱۶...... گذشتہ دنوں کچھ عرصہ پہلے گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے یہودی کے جل کر مرجانے کی خوشی میں شیخ نے تین دن کے جشن کا اعلان کیا اور مریدین کو شرکت کی دعوت دی۔ یہ جشن محلے کے پلاٹ میں منعقد ہوا۔ جس میں ڈھول ڈھمکا، جھانجر، آتش بازی، نمائش کے لئے پنجرے میں شیر، ناچنے کے لئے گھوڑے منگوائے گئے۔ مریدین نے اس جشن میں تین دن ڈانس کر کے (حتیٰ کہ بعض مریدین نے تو گھونگرو بھی پہن رکھے تھے) خوب خوشی کا اظہار کیا۔

۱۷...... چوتھے دن شیخ نے ایک دن کی مزید اجازت دی۔ جس میں مریدین کو شیخ امین صاحب کے کتے بن کر بھونکنے کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ چوتھے دن شیخ امین کے مریدین نے مائک ہاتھ میں لے کر صرف یہی کہتے رہے۔ شیخ امین کے کتے بھاؤں بھاؤں۔ (یعنی کتے کی آواز)

۱۸...... یہ بھی ذہن میں رہے کہ شیخ امین ایک عرصہ مدینہ منورہ میں رہے ہیں۔ بعض بدعات کی بناء پر حکومت نے ان کا خروج کر دیا۔ یہ وہ معلومات ہیں جو ان علماء سے لی گئی ہیں۔ جو معلومات حاصل کرنے کے لئے شیخ امین کی مجلس میں حاضر ہوتے رہے۔ عوامی باتوں پر اعتماد نہیں کیا گیا۔

(بشکریہ حق نوائے احتشام کراچی، جولائی ۲۰۱۰ء)

قارئین توجہ فرمائیں ...... ایک علمی مدد کی ضرورت

۱۳۲۲ھ میں گویا آج سے ایک سو دس سال قبل حکیم مظہر حسن قریشی سیالکوٹ نے ''چودھویں صدی کا مسیح'' نامی کتاب تحریر کی۔ اہلحدیث عالم پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم اس کا ایک نسخہ فوٹوسٹیٹ لندن سے لائے۔ ان کے صاحبزادہ کے توسط سے الصفہ اکیڈمی لاہور کے حضرت مولانا محمد عابد صاحب نے اس کا فوٹوسٹیٹ دفتر ملتان کے لئے عنایت فرمایا۔ اب اس کتاب کو احتساب قادیانیت کی جلد ۳۷ میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا آخری صفحہ فوٹوسٹیٹ ۵۱۱ تک ہمیں میسر آیا ہے۔ صفحہ ۵۱۱ پر کتاب ختم نہیں ہو رہی بلکہ آگے جاری رہے۔ اس کے باقی ماندہ کتنے صفحات ہیں ان کا فوٹوسٹیٹ درکار ہے۔ جس کے پاس کتاب ہو وہ اطلاع کریں تو فوٹوسٹیٹ باقی صفحات کا خود جا کر کرا لیں گے۔ وہ بھجوا دیں تو کرم ہوگا۔ جہاں جہاں توقع ہو جس ساتھی کو توفیق ہو اس کتاب کے باقی ماندہ صفحات کے حصول کے لئے ہمارے ساتھ مدد فرمائیں۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ!

توجہ فرمائیے کہ ایک سو دس سال کے بعد کتاب کا دوبارہ چھپنا کتنا ایمان افروز ہوگا۔ کیا آپ اس سلسلہ میں کوئی مدد کر سکتے ہیں؟۔

محتاج تعاون فقیر: اللہ وسایا

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان موبائل 0300-7314337

ایک سوال اور اس کا جواب!

مولانا اللہ وسایا

میرے بہت مخلص کرم فرمانے جو ایک کالعدم جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت ہی اخلاص سے ایک خط ارسال کیا۔ لو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مخدوم ومحترم حضرت مولانا اللہ وسایا زید مجدکم، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

۱۵؍دسمبر ۲۰۱۰ء کی عظیم الشان آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس اسلام آباد کے کامیاب انعقاد پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ اس میں ہمارے قائدین نے بھی شرکت فرمائی۔ لیکن کیا پوچھ سکتا ہوں کہ اس کانفرنس میں شیعہ حضرات کو بلانا ضروری تھا؟ آپ اس کے نتائج وعواقب پر غور کریں۔ کیا اس سے ہماری ساری جہد وجہد سبوتاژ نہیں ہوجاتی۔ اس پر بہت ہی ٹھنڈے دل ودماغ سے غور فرما کر واقعی دلائل سے مجھے مطمئن کریں۔

والسلام!

محمد جمیل، مضافات اوچ شریف، ضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

برادر عزیز! وعلیکم السلام، مزاج گرامی! اللہ رب العزت آپ کو سلامت باکرامت رکھیں۔ مہربانی فرمائی کہ جوبات آپ کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔ آپ نے اسے محبت بھرے درد کے ساتھ بیان کر کے ممنون فرمایا۔

برادر! شیعہ، سنی دونوں طبقات میں جو نظریات کا اختلاف ہے، وہ ہر ذی شعور آدمی کے سامنے ہے۔ لیکن ان تمام تر اختلافات کے باوجود مشترکہ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے دونوں طبقوں کے بڑے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھتے رہے۔ مشترکہ مقاصد کی جدوجہد میں شریک عمل رہے۔ اس سے آپ بھی آگاہ ہوں گے۔ یہ واقعات ہیں اور واقعات سے انکار کرنا خود کو فریب میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

برادر! ماہنامہ انوار مدینہ میں حضرت مولانا حامد میاں مرحوم کا مضمون چھپا ہے کہ وہ لوگ جو سیدنا علی المرتضیٰؓ سے بغض رکھتے تھے وہ خارجی کہلائے۔ ان میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جن کے دل میں کسی بھی صحابیؓ کے متعلق رائی کے دانہ برابر احترام نہ تھا۔ اگر وہ کسی کو احترام سے ملتے تو محض اپنے مفاد کی خاطر ورنہ ان کے دل ودماغ صحابہ کرامؓ کے احترام سے بالکل خالی ہوگئے تھے۔ رافضیوں اور خارجیوں میں کوئی فرق نہ رہا تھا۔

برادر عزیز! آج کل کی جو ہمارے حلقہ کی حالت ہوگئی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی رائے کے علاوہ دوسرے کی رائے کو رائی برابر نہیں سمجھتے۔ باقی کسی بڑے کا دل میں احترام ہو وہ تو خیر سے عنقاء ہو رہا ہے۔ برادر!

۱...... کیا چودہ سو سال سے شیعہ، سنی ایک ساتھ حج نہیں کر رہے۔

۲...... کیا تحریک پاکستان میں شیعہ، سنی اکٹھے نہ تھے۔

۳...... کیا حضرت علامہ عثمانی نے قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھایا تھا۔

۴...... کیا تحریک ۱۹۵۳ء میں حضرت لاہوری، حضرت مفتی محمد حسن امرتسری، حضرت امیر شریعت اور شیعہ حضرات سید مظفر علی شمسی، جناب مظہر علی اظہر ایک ساتھ نہ تھے۔

۵...... کیا مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل جناب مولانا مظہر علی اظہر شیعہ رہنما نہ تھے۔

۶...... کیا حضرت لاہوریؒ کے پہلے ایڈیشن ترجمہ قرآن مجید پر شیعہ مجتہد جناب مفتی جعفر حسین کی تقریظ نہ تھی۔

۷...... کیا مولانا مظہر علی اظہر کا جنازہ مولانا عبیداللہ انور نے نہیں پڑھایا تھا۔

۸...... کیا ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت سید بنوریؒ کے ساتھ شیعہ رہنما سید مظفر علی شمسی و علی غضنفر کراروی نہ تھے۔

۹...... کیا ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا مفتی محمود صاحب کے ساتھ آغا مرتضیٰ پویا نہ تھے۔

۱۰...... کیا چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں مولانا حق نواز صاحب کی شیعہ کے ساتھ تقاریر نہیں ہوئیں۔

۱۱...... کیا لاہور مسجد شہداء کانفرنس میں مولانا حق نواز کی شیعہ حضرات کے ساتھ تقریر نہیں ہوئی۔

۱۲...... کیا مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، شیعہ حضرات کے ساتھ ملی یکجہتی میں شریک نہ تھے۔

۱۳...... کیا اس وقت تنظیمات مدارس میں شیعہ وفاق شامل نہیں۔ کیا ان تنظیمات میں وفاق المدارس شامل نہیں۔ کیا اسی وفاق المدارس میں آپ کے مدارس شامل نہیں۔

برادر! یہ برجستہ جو مثالیں سامنے آئیں۔ ذکر کردیں۔ محض اس لئے کہ آپ غور فرمائیں کہ مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے ہمارے اکابر ہر دور میں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث تمام تنازعات کے باوجود آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے۔ ہر بات کا جواب گھڑا جاسکتا ہے کہ وہ اتحاد نہ تھا، جرگہ تھا۔ لیکن یہ محض دل کو مطمئن کرنے کی باتیں ہیں۔ ورنہ یہ طے شدہ امر ہے کہ مشترکہ مقاصد کے لئے اختلاف کے باوجود شیعہ، سنی اکٹھے ہوئے۔ آج اس سے صرف نظر کرنا خود کو تنہا کرنے کے مترادف ہے۔

برادر عزیز! آج شیعہ، سنی تنازعہ کی بجائے امریکہ کو یہ باور کرانا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے مسئلہ پر تمام دینی وسیاسی، تمام مسالک وتمام مدارس ایک ہیں۔ برادر! کیا آج کل آپ کی قیادت امن کے لئے حکومتی میٹنگوں میں شیعوں کے ساتھ نہیں بیٹھتی؟ وہ جائز، رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ان کے ساتھ بیٹھنا ناجائز۔

برادر محترم! کیا سٹیج پر موجود شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق حقانی، شیخ الحدیث مولانا محمد سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم یہ شیعہ حضرات کے ساتھ ایک اعلیٰ ترین مقصد اور بلند ترین مسئلہ کی نزاکت کے باعث بیٹھے ہیں۔ اس پر میں احتجاج کروں تو یقین فرمایئے کہ میری بالکل وہی حیثیت ہوگی جو خارجی گروہ کی تھی کہ سیدنا علیؓ کی مخالفت کرتے کرتے کسی بھی صحابیؓ کا رائی برابر احترام ان کے دل میں نہ رہا۔

برادر! توجہ فرمائیے کہ متذکرۃ الصدر حضرات کے دل محبت صحابہ کرامؓ سے خالی ہیں اور ایک میں ہوں کہ صحابہؓ کا دیوانہ وار عاشق ہوں کہ ان کے عمل کے علی الرغم مظاہرہ کرتا ہوں۔ کیا یہ امر میرے لئے نفس کا میرے ساتھ سراب تو نہیں۔

حضورﷺ کی ذات اقدس پر تو صحابہ کرامؓ بھی قربان۔ اپنی ذاتی رائے، معاملہ، جماعتی تنازعہ کو چھوڑ دیں تو کیا یہ بات قرین عقل نہیں۔

آپ کے سامنے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کا واقعہ عرض کئے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ حضرت جالندھریؒ نے حضرت قاضی صاحبؒ کو چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس کے لئے فرمایا۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے حضرت جالندھریؒ سے فرمایا کہ آپ چنیوٹ شیعہ حضرات کو بلاتے ہیں۔ میری جماعت ان کے خلاف کام کرتی ہے۔ اگر ساتھ بیٹھا تو میرے کام کو نقصان ہوگا۔ مجھے (حضرت قاضی صاحبؒ) آپ (حضرت جالندھریؒ) کی مجبوری کا علم ہے کہ قادیانیوں کے مقابلہ کے لئے شیعہ کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ مجھے اس ضرورت کا انکار نہیں۔ لیکن مجھے حاضری سے معذور سمجھیں۔ حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ آپ (قاضی صاحبؒ) کا موقف درست ہے۔ زندگی بھر ساتھ رہا۔ البتہ تقسیم کار کرلی۔ لیکن ہمارے کسی جلسہ کو آکر بدمزہ نہیں کیا۔ یہی ان دونوں کے پسماندگان وتربیت یافتگان کررہے ہیں، اور ایک طرف آپ ہیں کہ پناہ بخدا۔

یا اللہ کسی واقعہ کے بیان کرنے میں کوئی خطاء ہوگئی ہو تو معاف فرمادیں۔ محبت اہل بیتؓ ومحبت صحابہؓ کے صدقے رحمت عالمﷺ کی عزت وناموس کے لئے جان کھپانے کی توفیق مرحمت فرمادیں۔ آمین!

والسلام! فقیر اللہ وسایا

تحریک ناموس رسالت کا سرکلر!

سربراہ: صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

محترمی ومکرمی جناب .... صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حکومت تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ختم کرنے یا اس میں ترمیم کر کے اسے غیر مؤثر کرنے کی جو مذموم کوشش کررہی ہے۔ اس کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دینے کے لئے سب سے پہلے جمعیت علمائے پاکستان نے ۳۰؍نومبر ۲۰۱۰ء بروز منگل کراچی میں میں آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد کی۔ جس میں ملک کی مختلف اہم دینی وسیاسی جماعتوں کے مرکزی رہنماؤں نے شرکت کی اور اس مذموم سازش کے خلاف مشترکہ جدوجہد کرنے کا اعلان کیا اور طے پایا کہ آئندہ اجلاس اسلام آباد میں رکھا جائے گا جس میں مزید پارٹیوں کو بھی دعوت دی جائے اور پانچوں مدارس کے جو وفاق ہیں ان کے سربراہوں کو بھی دعوت دی جائے۔

چنانچہ ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار مرکزی جماعت اہل سنت کی سپریم کونسل کے چیئرمین حضرت پیر محمد عتیق

الرحمٰن مجددی صاحب کی طرف سے آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس راولپنڈی میں بلوائی گئی جس میں ملک کی تمام دینی جماعتوں کے علاوہ پانچوں مدارس کے وفاقوں کے سربراہوں نے بھی شرکت کی اور حکومت توہین رسالت قانون کو منسوخ کرنے یا اس کی سزا کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کا جو مذموم ارادہ کررہی ہے اس کے خلاف تحریک چلانے کے لئے ''تحریک ناموس رسالت'' کے نام سے بالاتفاق ایک متفقہ پلیٹ تشکیل دیا گیا اور یہ بھی طے کیا کہ اس کے کنوینر صاحبزادہ محمد زبیر ہوں گے اور ایک مرکزی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس میں ''تحریک ناموس رسالت'' میں شامل جماعتوں نے اپنی اپنی پارٹیوں کی طرف سے مندرجہ ذیل نمائندوں کے نام دیئے۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب جمعیت علمائے اسلام ف، جناب لیاقت بلوچ صاحب جماعت اسلامی، مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب جمعیت علمائے اسلام س، جناب محمد شفیق صاحب جمعیت اہلحدیث، جناب سکندر عباس گیلانی صاحب تحریک اسلامی، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد شریف سرکی صاحب مرکزی جماعت اہل سنت۔

اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ''آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' ۱۵ر دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ اس میں صدر مجلس، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے امیر مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں جن متفقہ فیصلوں کا اعلان فرمایا۔ وہ یہ ہیں:

۱...... ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی ناموس کی جنگ ہر فورم پر لڑی جائے گی۔ حکمران اپنی پوزیشن واضح کریں۔ ورنہ ذلت آمیز انجام کے لئے تیار ہوجائیں۔

۲...... تحریک ناموس رسالت کی مرکزی کمیٹی کے سربراہ صاحبزادہ محمد زبیر صاحب ہوں گے۔

۳...... کمیٹی اس بات کا انتظام کرے گی کہ صوبائی اور ضلعی سطح تک تحریک کو لے جانے کے لئے ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔

۴...... ۲۴ر دسمبر ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک کو پورے ملک میں مساجد کی سطح پر مظاہرے ہوں گے۔

۵...... ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک کو پورے ملک میں ہڑتال ہوگی۔

۶...... ۹ر جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار کو کراچی میں عظیم الشان احتجاجی جلسہ عام ہوگا۔ جس میں تحریک ناموس رسالت کے مرکزی قائدین خطاب فرمائیں گے۔

اس اعلان کی روشنی میں تحریک میں شامل تمام جماعتوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی صوبائی اور ضلعی تنظیموں کو ہدایات جاری فرمادیں کہ تحریک ناموس رسالت میں شامل تمام جماعتوں کے اجلاس منعقد کرکے احتجاجی پروگروموں کو ترتیب دیں اور علماء ومشائخ، آئمہ وخطباء، تاجر اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات اور اہم تنظیموں سے رابطے کرکے مندرجہ بالا احتجاجی پروگراموں کو کامیاب کرنے کی کوشش کریں۔

صاحبزادہ محمد زبیر

سربراہ تحریک ناموس رسالت

گرامی قدر ممبرانِ صوبائی وقومی اسمبلی کی خدمت میں ضروری گزارش

محترمی ومکرمی جناب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سے بہتر کون اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کا مسئلہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کو دارین کی فلاح سے محروم اور ابدی عذاب وشقاوت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ قرآن واحادیث کے واضح احکام اور صحابہؓ وتابعینؒ کے فیصلوں کی روشنی میں توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے۔ یعنی اس مسئلہ پر تمام صحابہؓ وتابعینؒ اور فقہائے امت متفق ہیں۔ پاکستان میں سینیٹ اور ممبرانِ قومی اسمبلی کی متفقہ منظوری سے گستاخ رسول کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

حال ہی میں آسیہ نامی خاتون کا کیس بہت شہرت حاصل کر گیا ہے۔ اس خاتون نے آنحضرت ﷺ کی اہانت کا ارتکاب کیا۔ پنچائت، پولیس کی انکوائری نے اسے ملزم ثابت کیا، پرچہ درج ہوا، سیشن جج نے کیس کی سماعت کی، گواہان کے بیانات، مقدمہ کا چالان اور خود ملزمہ کے اعتراف کے بعد عدالت نے اسے مجرم قرار دے کر سزا سنائی۔ ہائی کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف مجرمہ نے اپیل دائر کر رکھی ہے۔ اس کی سماعت نہیں ہوئی، اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ مجرمہ کے خلاف ہوا تو سپریم کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کا مرحلہ باقی ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ اگر خلاف ہو جائے تو بھی مجرمہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف نظر ثانی کی درخواست کا حق رکھتی ہے۔ ابھی تمام تر یہ عدالتی طریق کار باقی ہیں۔ ان سب کو نظر انداز کر کے ملعونہ آسیہ کے ہاں جیل میں گورنر پنجاب گئے اور اس گستاخ رسول کو بچانے اور صدر سے معافی دلوانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس کیس کی آڑ میں ایک رکن قومی اسمبلی نے اس قانون کو ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا بل قومی اسمبلی میں جمع کرا دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صدر پاکستان نے توہین رسالت کا قانون ختم کرنے کی یقین دہانی کرا دی ہے۔ وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی بھی اعلان کر چکے ہیں کہ اگلے سال یہ قانون ختم کر دیا جائے گا۔ غیر ملکی دباؤ اور این جی اوز کی پشت پناہی کے تناظر میں شدید اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کسی وقت بھی قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے کی سازش تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔ ملکی اخبارات ورسائل میں مذہبی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں اور عوام الناس کا ردِعمل بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس قانون کی اہمیت وافادیت اور مسلمانوں کے ہاں اس بارے میں حساسیت سے بھی آپ یقیناً آگاہ ہوں گے۔

ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کیجئے، اسلام دشمن اور گستاخانِ رسول کی سازشوں کو ناکام بنا دیجئے، امت مسلمہ کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھی ہوئی ہیں، محبوب رب کائنات کی عزت وعظمت کے دفاع کے لئے آگے بڑھئے۔ امید ہے کہ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو پیغمبر ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے صرف کر کے آخرت میں شفاعت محمدی کے حق دار بنیں گے۔

(شیخ الحدیث مولانا) عبدالمجید لدھیانوی	(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر	(مولانا) صاحبزادہ عزیز احمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت